عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان
ہفت روزہ
ختم نبوۃ
INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN
قیمت ۱۰ روپے
جلد: ۲۸ | ۱۰ تا ۱۶/ محرم الحرام ۱۴۳۰ھ مطابق ۸ تا ۱۵/ جنوری ۲۰۰۹ء | شمارہ: ۲

مسلمانوں کی نسبت قادیانیوں کا عقیدہ

مسلمانوں کا عروج و زوال

تاریخی جائزہ

قادیانی اخلاق و شرافت کا اصلی چہرہ

اطاعت والدین اور اس کے تقاضے

Email: editorkn@yahoo.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا سعید احمد جلال پوری

مرحومہ سے پیار کرنا

عمران، بلوچستان

س:...... میں جس سے پیار کرتا ہوں وہ اب فوت ہو چکی ہے میں اس سے ابھی تک اظہار نہ کر سکا، حضورؐ کی حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ جس سے پیار کرتے ہو اسے بتادو، اب میں کیا کروں؟

ج:...... نکاح کئے بغیر کسی اجنبی سے پیار کرنا حرام ہے، اب بقول آپ کے جب وہ مرگئی ہے، آپ کی یہ باتیں مرحومہ کے عذاب کا ذریعہ نہ بن جائیں، مرنے کے بعد تو اپنی بیوی کا تصور کرنا اور اس سے لذت حاصل کرنا گناہ ہے تو ایک غیر محرم کا تصور کرنا کیونکر گناہ نہیں۔

س:...... اب میں چاہتا ہوں کہ وہ مجھے آخرت میں ملے، اس کے لئے میں کیا کروں کہ جس سے مجھے پورا یقین ہو جائے کہ وہ مجھے مل جائے؟ کیا میں اب بھی کسی عالم صاحب کو لے جا کر قبر پر نکاح پڑھوا سکتا ہوں تاکہ وہ مجھے آخرت میں ملے اور اگر یہ اسلام میں جائز نہیں تو اس کی کچھ وضاحت کریں؟

ج:...... لاحول ولا قوۃ الا باللہ! کیسی بے عقلی کی بات ہے؟ اگر اس بچی کا جنت میں جانا ٹھہرا اور آپ بھی جنت کے مستحق قرار پائے اور اس کو جب اختیار ملے گا کہ جس کے پاس جانا چاہو چلی جاؤ اور اس نے آپ کو منتخب کیا تو ملاپ ہو سکتا ہے، اس کے لئے نیکی کرنا اور گناہوں کو چھوڑنا لازم ہے، ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ تو جنت میں چلی جائے اور آپ جہنم میں جلتے رہیں۔

س:...... کیا اسلام کے لحاظ سے روح کو عالم ارواح میں رکھا جاتا ہے وہ واپس نہیں آتی میں اس کی روح سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ مجھ سے پیار کرتی ہے یا نہیں؟ اگر یہ ہے کہ روح زمین پر آتی ہے تو اسے بلانے کا طریقہ کار کیا ہے، تفصیل سے بتائیں؟

ج:...... روح واپس نہیں آتی۔

س:...... کیا میں اس کے گھر والوں میں سے کسی کو بتا سکتا ہوں کہ میں اس سے پیار کرتا ہوں؟

ج:...... ہاں! اگر جوتے کھانے ہوں تو ضرور بتلایئے۔

س:...... اگر میں اس کی قبر پر جا کر اظہار کروں تو کیا اسے معلوم ہو جائے گا؟

ج:...... آپ کی اس نالائقی سے اس کو عذاب نہ دیا جائے۔

س:...... میرے گھر کے مالی حالات کچھ صحیح نہیں ہیں لیکن میری یہ خواہش ہے کہ میں عالم بنوں لیکن گھر سے اجازت اس لئے نہیں مل رہی کہ ہمارے گھر کے مالی حالات بہت خراب ہیں، اس میں اسلام کیا بتاتا ہے؟

ج:...... کسی رہائشی مدرسہ میں داخلہ لے لو، مدرسہ والے تمام اخراجات خود برداشت کریں گے۔

نماز وتر کا چھوڑنا

ایس ایم حسن، کراچی

س:...... اگر کوئی شخص صرف فرض نماز ادا کرے اور سنت موکدہ اور وتر وغیرہ چھوڑ دے تو اس سلسلہ میں شریعت کیا کہتی ہے؟

ج:...... سنن موکدہ چھوڑنا باعث ملامت اور باعث گناہ ہے اور چونکہ وتر واجب ہیں، اس لئے ان کا چھوڑنا باعث وبال ہے، چونکہ وتروں کا درجہ فرائض کے قریب ہے، اس لئے ان کا قضا کرنا واجب ہے، ہاں البتہ سنتیں چھوڑ دینا محرومی اور گناہ کا سبب ضرور ہے مگر ان کی قضا کا درجہ نفل کا ہے۔

س:...... اگر کوئی شخص سنت موکدہ کی بجائے قضائے عمری ادا کرے تو اس میں زیادہ ثواب ہے یا سنت موکدہ ادا کرنا ضروری ہے؟

ج:...... سنت موکدہ ضروری ہیں، لہٰذا وہ سنت موکدہ بھی پڑھے اور قضا بھی کرے، ہاں اگر چاہے تو سنن غیر موکدہ اور نوافل کی جگہ فرائض کی قضا کیا کرے۔

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

مجلس

مجلس ادارت

مولانا سعید احمد جلالپوری — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد

علامہ احمد میاں حمادی — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی

مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری — مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۸ — ۱۰تا۱۶/محرم ۱۴۳۰ھ مطابق ۸تا۱۵/جنوری۲۰۰۹ء — شمارہ:۲

اس شمارے میں!

قادیانی اخلاق وشرافت کا اصلی چہرہ	۵	مولانا سعید احمد جلال پوری
اطاعت والدین اور اس کے تقاضے	۸	قاری شریف احمد
مسلمانوں کی نسبت قادیانیوں کا عقیدہ	۱۱	مولانا لال حسین اخترؒ
اسوۂ حسنہ کے تابندہ نقوش	۱۲	ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی
مسلمانوں کا عروج وزوال... تاریخی جائزہ	۱۵	ابوفراز
اسلام کا نظام نظافت وطہارت	۲۱	مولانا محمود حسن حسنی ندوی
صبر بھی ایک تدبیر ہے	۲۳	مولانا خالد سیف رحمانی
جھلکیاں	۲۶	ملک ریاض الحق

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم

حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر مدظلہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ

خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ

مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ

محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ

فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ

مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ

جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ

شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

حضرت مولانا سید انور حسین نفیس الحسینیؒ

مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ

شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زرتعاون بیرون ملک

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۵ڈالر، یورپ، افریقہ:۷۵ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطی، ایشیائی ممالک:۶۵ڈالر

زرتعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۱۰روپے، ششماہی:۲۲۵روپے، سالانہ:۴۵۰روپے

چیک-ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون:۲۷۸۰۳۳۷، فیکس:۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون:۴۵۱۴۱۲۲-۴۵۸۳۴۸۶، فیکس:۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
• 35.Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — طابع: سید شاہد حسین — مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

درسِ حدیث

دنیا سے بے رغبتی

”حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ: دُنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے، صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس سے متعلقہ چیزیں، اور عالم اور دین کا طالب علم اس ملعونیت سے مستثنیٰ ہیں۔“

(ترمذی، ج:۲، ص:۵۶)

”حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: آخرت کے مقابلے میں دُنیا کی مثال ایسی ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی اُنگلی دریا میں ڈالے پھر دیکھے کہ وہ کتنا پانی ساتھ لے کر واپس آتی ہے۔“

(ترمذی، ج:۲، ص:۵۶)

مطلب یہ کہ پانی کا جو قطرہ اُنگلی کو لگے اس کی جو نسبت دریا کے ساتھ ہوسکتی ہے (اور ظاہر ہے کہ اسے دریا سے کوئی نسبت ہی نہیں) بس وہی نسبت ساری دُنیا کو آخرت کے ساتھ سمجھنی چاہئے اور یہ مثال بھی صرف سمجھانے کے لئے ہے، ورنہ دُنیا کو آخرت کے ساتھ وہ نسبت بھی نہیں جو قطرے کو دریا سے ہوسکتی ہے، کیونکہ دُنیا فانی بھی ہے اور محدود بھی، اور آخرت لازوال بھی ہے اور غیر محدود بھی، ظاہر ہے کہ فانی کا باقی کے ساتھ اور محدود کا غیر محدود کے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں۔

حق تعالیٰ شانہٗ نے انبیائے کرام علیہم السلام کے ذریعے انسانوں کو جن علوم سے آگاہ فرمایا ہے ان میں سے ایک آخرت کا علم ہے، عام انسانی عقل صرف دُنیا تک محدود ہے، آخرت تک اس کی رسائی نہیں ہوسکتی تھی، یہ حق تعالیٰ شانہٗ کی خاص رحمت وعنایت ہے کہ اس نے انبیائے کرام علیہم السلام کے ذریعے بندوں کو آخرت کے حالات سے مطلع فرمایا، اور آخرت کی دائمی اور لازوال نعمتوں کے حاصل کرنے کا طریقہ ارشاد فرمایا۔ جو لوگ انبیائے کرام علیہم السلام کی تعلیم کے بعد بھی آخرت سے غافل اور دُنیا میں منہمک ہیں ان کی مثال ایسی ہے کہ چیونٹی کے انڈے میں جو بچہ ہوتا ہے وہ اسی انڈے کو پوری کائنات سمجھتا ہے اور اس کے نزدیک آسمان و زمین کی وسعتیں اسی انڈے کے قطر تک محدود ہیں، اگر اسے عقل و شعور حاصل ہو اور وہاں اسے یہ بتایا جائے کہ ایک جہان ایسا ہے جس کی وسعتوں کے ساتھ تیرے زمین و آسمان (انڈے کے خول) کو کوئی نسبت ہی نہیں، اور وہاں کی ایک چھوٹی سی ڈبیہ میں تیرے آسمان جیسے لاکھوں کروڑوں سا سکتے ہیں، تو وہ اس خبر پر کبھی یقین نہیں کرے گا، اس لئے کہ اس نے نہ تو باہر نکل کر دُنیا کی وسعتوں کو دیکھا ہے اور نہ اس کے محدود تصور میں یہ وسعتیں سما سکتی ہیں۔ ٹھیک یہی مثال اَبنائے دُنیا کی ہے کہ آخرت ان کی نظر سے اوجھل ہے اور ذہن اتنا تنگ اور محدود ہے کہ وہ اس آسمان و زمین سے ورے کسی چیز کا تصور ہی نہیں کرسکتا، یہی وجہ ہے کہ جو لوگ انبیائے کرام علیہم السلام کی تعلیمات پر ایمان نہیں رکھتے وہ آخرت کے بارے میں انبیائے کرام علیہم السلام کی معلومات اور ان کی سچی خبروں کا مضحکہ اُڑاتے ہیں، حالانکہ درحقیقت وہ مسکین، انبیائے کرام علیہم السلام کی تعلیمات کا مذاق نہیں اُڑاتے بلکہ اپنی محدود عقل اور تنگ نظری کا ماتم کرتے ہیں، کل جب اس چیونٹی کے انڈے کا خول ٹوٹے گا اور آخرت کا وسیع اور غیر محدود عالم آشکارا ہوگا تو وہ اپنی ناتمام عقل پر خود نادم و شرمندہ ہوں گے۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

ان ارشاداتِ طیبہ میں دُنیا کی حقارت و ذلت اور آخرت کے مقابلے میں اس کی بے وقعتی و بے وقاری کا جو نقشہ کھینچا گیا ہے اگر یقین کی آنکھ سے دیکھا جائے اور دل کی گہرائیوں میں اُتر جائے تو کوئی عاقل ایک لمحے کے لئے بھی دُنیا سے دل نہیں لگائے گا، دُنیا کی ذلت وحقارت کے وجوہ واسباب بے شمار ہیں، ان میں سے چند کی طرف یہاں مختصر اشارہ کیا جاتا ہے:

اوّل:...ہم دیکھتے ہیں کہ یہ دُنیا موٴمن و کافر، نیک و بد، صالح و فاجر، ہر ایک کے پاس موجود ہے، اور اسے ایک یہودی، ایک چوہڑے چمار اور ایک قادیانی سے عقد کرنے میں بھی ء نہیں اگر یہ انتہائی درجے کی رذیل اور کمینہ نہ ہوتی تو ایسے رذیلوں سے اس کا کوئی جوڑ نہ ہوتا۔ ایک ایسی بازاری عورت جو ہر چوہڑے چمار سے شب باشی کرنے کی عادی ہو، کون شریف آدمی ہوگا جو اس سے دل لگائے؟

دوم:...اس رذالت و کمینگی کے ساتھ ساتھ وہ بے وفا ایسی ہے کہ آج ہے، کل نہیں۔ اوّل تو وہ آدمی کو جیتے جی چھوڑ کر بھاگ جاتی ہے، جیسا کہ بڑھاپے میں ہم دیکھتے ہیں کہ آدمی نہ ڈھنگ سے کھا سکتا ہے، نہ سو سکتا ہے، نہ چل پھر سکتا ہے، نہ دُنیا کی دُوسری لذات سے نفع اندوز ہوسکتا ہے، اور اگر یہ بھی نہ ہو تو خود آدمی ان ساری چیزوں کو چھوڑ چھاڑ کر بیک بینی و دوگوش یہاں سے رُخصت ہوجاتا ہے، اور دُنیا کی ساری لذتیں اس سے جبراً چھین لی جاتی ہیں، پس ایک ایسی چیز جس پر موت کی تلوار ہر وقت لٹک رہی ہو اور جس کے چھن جانے کا کھٹکا ہر دَم لگا رہے، کوئی عاقل اس سے دل نہیں لگا سکتا۔

(جاری ہے)

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

قادیانی اخلاق و شرافت کا اصلی چہرہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

قادیانی اور مرزائی امت ہمیشہ بازاری عورت کی طرح اپنے اوپر انسانی ہمدردی، خیر خواہی، امن پسندی، اعتدال پسندی کے علاوہ حلم و تحمل، بردباری اور برداشت کا خول چڑھائے رکھتی ہے اور سیدھے سادے لوگوں اور بھولے بھالے مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے یہ باور کراتی ہے کہ: ''احمدی'' لوگ بہت ہی خوش اخلاق اور شرافت و نجابت کے پتلے ہیں، انہیں کوئی کچھ بھی کہہ لے، وہ برداشت کر جاتے ہیں، بلکہ وہ کانٹوں کا جواب پھولوں سے، گالیوں کا دعاؤں سے دیتے ہیں۔

مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ ان کی خودساختہ تصویر ہے، لہٰذا اگر قادیانی جماعت اور ان کے بڑوں کا اصلی چہرہ دیکھنا ہو تو کمالات محمودیہ، ربوہ کا آمر، ربوہ کا پوپ اور شہر سدوم کا مطالعہ کرلیں، تب معلوم ہوگا کہ وہ حیوانیت اور درندگی کے کس دلدل میں رہتے ہیں، کچھ اسی طرح کے قادیانی اخلاق و شرافت کی ایک جھلک قادیانیت کے رازدان اور قادیانیت سے پرانی شناسائی رکھنے والے ''گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے'' کے مصداق، جناب اے کے شیخ دکھاتے ہوئے ان کے اصلی چہرہ سے پردہ اٹھاتے ہیں، لیجئے پڑھئے اور سر دھنئے:

> ''ہمارے دوست مبشر ڈار صاحب کی اچانک موت نے جہاں ان کے عزیز و اقارب پر ایک قیامت ڈھائی وہاں جماعت احمدیہ کو بھی احساسِ زیاں سے دوچار کرگئی، میرے نزدیک یہ ان کے مشن کی سب سے بڑی کامیابی ہے اگر حقیقت میں جماعت کو احساس ہوا ہو تو ورنہ منافقت تو اس جماعت کا شیوہ ہے، مگر وائے قسمت وہ اسے دیکھ نہ پائے اور اکثریوں ہی ہوتا ہے: ''لگائے کوئی، کھائے کوئی''
>
> جب کسی انسان، تحریک، گروپ یا قوم میں احساسِ زیاں پیدا ہوجائے تو پھر وہ ستاروں پر کمندیں ہی نہیں ڈالتے بلکہ معراج انسانیت کے شمس و قمر بن جاتے ہیں۔ اس کے برعکس اگر کسی شخص، گروہ یا تحریک میں منافرت، منافقت اور کمینگی ان کے خون میں رچ بس جائے تو پھر وہ ابلیس کو بھی پیچھے چھوڑ جاتے ہیں۔
>
> ارشاد خداوندی ہے: ''وہ تم سے بدسلوکی کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتے اور تمہارے دکھ میں پڑ جانے کو پسند کرتے ہیں، ان کی دشمنی ان کے مونہوں سے ظاہر ہوچکی ہے اور جو کچھ ان کے سینوں میں مخفی ہے وہ (اس سے بھی) بڑھ کر ہے۔''
>
> (آل عمران:۱۱۸/۳تفسیر صغیر)

اگر ہم حُسنِ ظن سے کام لیں اور جماعت احمدیہ کی تمام کمینی اور سُفلہ حرکتوں کو ایک لمحہ کے لئے بھلا دیں اور جو رویہ جماعت احمدیہ نے ڈار صاحب کی وفات پر اپنایا اس کا تقاضا ہے کہ ہم جماعت احمدیہ کے گدی نشین سے یہ پوچھیں کہ: ''کیا یہ احساسِ زیاں ہے یا منافقت کی ایک اور اعلیٰ مثال؟''

احمدی دوستو! بقول جماعت احمدیہ مرزا مسرور احمد صاحب نے یہ جانتے ہوئے اور اچھی طرح سمجھتے ہوئے کہ اگر ایک شخص جو صرف مرزا غلام احمد قادیانی صاحب کو سچا مانتا ہو اور بیک وقت نظامِ احمدیہ اور خلافتِ احمدیہ کو ناحق اور ظالم جانتا ہو اور یہ کہے کہ خلیفہ، خدا نہیں چند لوگ اکٹھے ہو کر بناتے ہیں اور ایسے عقائد رکھنے والے احمدی کی وفات ہو جائے تو وہ یہ فتویٰ دیں کہ اس شخص کی نمازِ جنازہ نہ تو خلیفہ کا نمائندہ اور نہ ہی نظام کا نمائندہ پڑھائے گا۔ ہاں ایک عام احمدی جو کسی عہدہ پر نہ ہو وہ پڑھا سکتا ہے اور دیگر احمدی جنازہ میں شامل ہو سکتے ہیں، تو آپ مرزا مسرور صاحب کے اس فیصلے کو کیا نام دیں گے؟ اس سوال پر غور کریں اور ہو سکے تو اس کا جواب ضرور تلاش کریں؟

دوستو! میں ذاتی طور پر اسے قطعی قرآنی یا اسلامی رویہ نہیں جانتا مگر مجھے مرزا مسرور صاحب کے اس فیصلے سے روشنی کی ایک ہلکی سی کرن دکھائی دی ہے کہ جماعت کے نفرت اور انتقام کے جذبوں میں چاہے وہ کینیڈین قوانین کا خوف ہو، کچھ لچک تو پیدا ہوئی اور اگر انہوں نے منافقت کا مظاہرہ کیا، یہاں کے قوانین کے ڈر سے تب بھی جیت مبشر ڈار کے حصہ میں ہی آئے گی، وہ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے: ''کسی سچے انسان کے شایانِ شان نہیں کہ اللہ تعالیٰ تو اسے کتاب اور حکمت اور نبوت دے اور وہ (یہ) کہے (کہ) تم اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔'' (آل عمران: ۷۹/۸۰ تفسیر صغیر)

احمدی دوستو! مبشر ڈار اپنی جان دے کر آپ لوگوں کو منہ میں زبان ڈال گیا اور کر کے بھی دکھا گیا کہ زبان کو سچائی کے لئے استعمال کریں اور باآوازِ بلند جو سچ سمجھتے ہیں، جو ظلم دیکھتے ہیں اس کا برملا اظہار کریں، خوفزدہ مت ہوں ان طاغوتی طاقتوں سے کہ آپ کے بچوں کی شادیاں کہاں اور کیسے ہوں گی؟ آپ کا جنازہ کون پڑھائے گا؟ ان باتوں سے مت گھبرائیں۔ آپ نے عام احمدیوں کا عملی مظاہرہ دیکھ لیا کہ احمدی کی سوچ اور احمدیہ نظام اور خلافت کی سوچ میں کتنا فرق ہے۔ جماعت احمدیہ کے ہر فرد پر لازم ہو گیا ہے کہ خلیفہ اور اس کے بنائے ہوئے ظالمانہ نظام سے سوال کریں کہ: ''ہم لوگ چیخ و پکار مچا دیتے ہیں، دنیا میں دہائی دیتے ہیں کہ اے لوگو! دیکھو ہم پر کتنا ظلم ہو گیا کہ ہمارے مردے دفن نہیں کئے جاتے، ہمیں مسلمانوں کی مساجد میں داخل ہونے سے روکا جاتا ہے جب کہ ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں، کیوں ہم سے یہ نفرت اور تفریق کا سلوک روا رکھا جاتا ہے۔'' تو اب خلیفہ اور اس کا نظام جواب دے کہ کیوں مبشر ڈار کی میت کو جماعت کے مشن ہاؤس لے جانے نہ دیا گیا، کیوں مبشر ڈار کو میپل کے قبرستان میں دفن نہ کیا گیا؟ کیا یہ ظلم نہیں؟ کیا یہ نفرت نہیں؟ اگر احمدیت اسی کا نام ہے تو آپ کس منہ سے یہ کہتے ہو: "Love for all hatred for none" اور میں یہ کہتا ہوں: جو چپ رہے گی زبانِ خنجر لہو پکارے گا آستیں کا!

دوستو! مبشر میرا اچھا اور سچا دوست تھا، میرے اور اس کے نظریات میں بہت فرق تھا مگر قرآن اور انسانیت کی تعلیم کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ایک دوسرے کی رائے کا احترام کریں، اسے عزت کے ساتھ زندہ رہنے کا حق دیں، کتا کتے کو چیر پھاڑ سکتا ہے، مگر انسان، انسان کو چیرنا پھاڑنا شروع کر دے تو کیا یہ انسانیت ہے؟ انسانیت تو یہ ہے کہ ہم احترام کریں دوسرے کی رائے کا اور موقع دیں کہ وہ اس کا اظہار کرے، مخالف کو زندہ رہنے کا اتنا ہی حق ہے جتنا ہمیں ہے، مخالف کی عزت بھی اتنی عزیز جتنی ہماری، تفرقہ بازی نفرت کا سبق دیتی ہے، آپ کا تعلق کسی مذہب سے ہو، کسی رنگ و نسل سے ہو، آپ بقول قرآن: ''انسان واجب التکریم ہے'' ایک احمدی کو

کیوں ایک انسان کا جنازہ پڑھنے سے انکار ہے؟ کیوں احمدی لڑکی کو کسی غیر احمدی سے شادی کی اجازت نہیں؟ کیوں احمدی کسی غیر احمدی کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا؟ اللہ آپ کی نیتوں کو جانتا ہے، کیوں غیر احمدی کا جنازہ احمدیہ مسجد میں پڑھا نہیں جا سکتا؟ احمدی مولوی کیوں کسی مسلمان کا نکاح نہیں پڑھاتا؟

دوستو! وہ کام نہ کرنے میں آپ حق بجانب ہیں، جن سے آپ کا دین (کتاب اللہ) روکتا ہے مگر وہ جس سے آپ کا خلیفہ یا امیر مربی روکے مگر قرآن کے منافی ہو وہ اللہ کی نافرمانی ہے اتھارٹی خلیفہ نہیں، امیر نہیں، مربی نہیں، قرآن ہے۔

آپ اپنے خلیفہ اور نظام سے جواب طلبی ضرور کریں مگر قانون کو کبھی ہاتھ میں لینے کی کوشش نہ کریں، آواز میں طاقت ہے حق اور سچائی کی خاطر اسے ضرور بلند ہونا چاہئے جس طرح ہمارے دوست مبشر ڈار نے کی۔'' (اے کے شیخ)

ahmedi.org -- truth for Ahmadis Dated: 11/20/2008

قادیانیوں کے ہاتھی کی طرح دکھانے کے دانت اور، کھانے کے اور ہیں۔ قادیانی اخلاق و شرافت کا حال پوچھنا ہو تو قادیان کے جوہڑ جس کو ڈب کہا جاتا ہے، پوچھا جائے، وہ بتائے گا کہ کتنی ایسی معصوم پریاں مہ وہر وش تھیں جو قادیانی بڑوں کی جنسیت کا شکار ہوئیں اور ان کی لاشیں اس جگہ سے ملیں؟

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

درندے، قادیانیوں سے اچھے

''مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چار پائی پر بیٹھا ہے تو وہ سختی سے اس کو اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چار پائی کو الٹا دیتا ہے اور اس کو نیچے گرا دیتا ہے پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے، یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے پھر میں کس خوشی کی امید سے لوگوں کو جلسہ کے لئے اکٹھے کروں۔''

(شہادۃ القرآن ص:۳ (آخر) مندرجہ روحانی خزائن، ج:۶، ص:۳۹۶ از مرزا غلام احمد قادیانی)

''بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں، وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آویں اور انہیں سفلہ اور خود غرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفسانی بحثیں ہوتی ہیں۔''

(شہادۃ القرآن ص''ر'' مندرجہ روحانی خزائن ج:۶ ص:۳۹۵ از مرزا غلام احمد قادیانی)

اطاعت والدین اور اس کے تقاضے

جانے والا نہیں' ایسی صورت میں اگر والدین بیٹے سے کہیں کہ ہمیں بیت الخلاء تک پہنچاؤ' ادھر نماز کا وقت قریب ہے' تو ایسی صورت میں نماز موخر کرکے یہ کام کرنا ضروری ہے۔

۲:...... نماز کے علاوہ اپنی جائز ضرورت کے لئے اگر والدین کسی مستحب کام سے روکیں' مثلاً تلاوت قرآن یا نفل نماز سے روکیں تو اس وقت بھی تعمیل حکم واجب ہے۔

۳:...... یا حاجت مند والدین کسی عذر کی وجہ سے نفلی حج سے روکیں' تب بھی ان کا کہنا ماننا ضروری ہے' مطلب یہ ہوا کہ اگر والدین اولاد کے نفلی حج کو جانے سے روک سکتے ہیں اور بیٹے کو والدین کا مطالبہ پورا کرنا چاہئے۔

والدین کی نافرمانی گناہ کبیرہ اور حرام ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گناہ کبیرہ کا بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ کبیرہ گناہ یہ ہیں: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا' ماں باپ کی نافرمانی کرنا' خودکشی کرکے اپنے آپ کو ہلاک کرلینا' جان بوجھ کر جھوٹ بولنا یا جھوٹی قسم کھانا۔

اس حدیث سے یہ نہ سمجھ لینا چاہئے کہ گناہ کبیرہ صرف یہی چار باتیں ہیں' علماء نے کبیرہ گناہوں کے متعلق مستقل کتابیں لکھی ہیں۔

شمائل ترمذی میں شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ نے ان کی تعداد پچاس لکھی ہے۔

ان گناہوں میں سب سے بڑا گناہ کفر اور شرک ہے' قرآن پاک میں فرمایا گیا:

"یعنی جس نے خدا کا شریک ٹھہرایا' سو حرام کی اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے اور کوئی نہیں گناہگاروں کی مدد کرنے والا۔ (یعنی مشرک کی بخشش ہی نہ ہوگی)۔"

شرک اس کو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات میں کسی دوسرے کو شریک کرنا' شرک کی بہت سی قسمیں ہیں:

قاری شریف احمد

۱:...... شرک فی القدرۃ۔

۲:...... شرک فی العلم۔

۳:...... شرک فی السمع والبصر۔

۴:...... شرک فی العبادات وغیرہ۔

قارئین غور کریں کہ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا کے حق کے بعد والدین کا حق بیان فرمایا ہے' کیونکہ مربی حقیقی اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور مربی مجازی والدین ہیں۔

چنانچہ مغیرہ بن شعبہؓ کی روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر والدہ کی نافرمانی حرام فرمادی۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ:

اس حدیث سے کسی کو اس غلط فہمی میں مبتلا نہ ہونا چاہئے کہ صرف والدہ کی نافرمانی حرام ہے اور والد کی جائز' بلکہ دونوں کی نافرمانی ناجائز ہے' مگر جس بات میں خدائی نافرمانی ہوتی ہو اس میں ان کی اطاعت کو شریعت نے منع کردیا ہے' جیسا کہ حدیث میں بیان کیا جاچکا ہے۔

والدین کی ناراضگی' خدا کی ناراضگی کا سبب ہے:

اللہ تعالیٰ کی رضا باپ کی رضا پر موقوف ہے اور اس حدیث کے دو جزو ہیں' پہلا جس میں والدین کی مطیع اور فرمانبردار اولاد کو خدا کی رضا کی بشارت کا مژدہ سنایا گیا ہے اور دوسرے حصے میں خدا کی ناراضگی سے ڈرایا گیا۔

والدین کے نافرمان کے حق میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بددعا:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے والدین کی نافرمان اولاد کے حق میں یوں بددعا فرمائی:

"اس شخص کی ناک خاک آلود ہو' یعنی ذلیل وخوار ہو' تباہ وبرباد ہو' صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا: کون یارسول اللہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے ماں باپ دونوں میں سے ایک بڑھاپے کو پہنچے (اور وہ ان کی اطاعت وخدمت کرکے) جنت کے حصول کی کوشش نہ کرے۔"

غور کریں کہ کس ہستی کی والدین کے نافرمانوں کے حق میں بددعا ہے؟ ایسا شخص بدقسمت ہی ہوگا۔

والدین کو ناخوش کرنے والی اولاد کے لئے دوزخ کے دروازے کھلے ہوئے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جس شخص نے اس حالت میں صبح کی کہ وہ والدین کا نافرمان ہے تو اس کے لئے دوزخ کے دروازے کھلے ہوئے ہوتے ہیں اور اگر والدین میں سے ایک زندہ ہو اور اس کی نافرمانی کی حالت میں صبح کی تو اس کے لئے دوزخ کا ایک دروازہ کھلا ہوا ہوتا ہے۔''

بعض جگہ دیکھا گیا ہے کہ باپ نیک اور سیدھا ہوتا ہے مگر بیوی ناسمجھ اور کم عقلی کی باتیں کرتی ہے' کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پہلی بیوی اولاد چھوڑ کر مر جاتی ہے' باپ دوسری شادی کر لیتا ہے' دوسری بیوی کے آتے ہی پہلی بیوی کی اولاد کو ڈانٹ ڈپٹ کرتی ہے' شوہر بھی اس کے اثر میں آ جاتا ہے' وہ بھی پہلی بیوی کی اولاد کے ساتھ اس قسم کی باتیں کرنے لگتا ہے' کبھی برا بھلا کہتا ہے' کبھی کہتا ہے میرے گھر سے نکل جاؤ' وغیرہ وغیرہ۔ ایسی صورت میں ایک فرمانبردار اولاد کا فرض ہے ایسی باتیں سن کر ان کے ادب اور احترام میں فرق نہ آنے دے اور خندہ پیشانی سے برداشت کرے' بعض اولاد ایسی باتوں سے تنگ آ کر ماں باپ کو ستانے لگتی ہے' تنگ کرنے لگتی ہے' ان کے لئے اگلی حدیث میں وعید بیان کی گئی ہے کہ وہ جنت میں نہ جائیں گے۔

والدین کی بدمزاجی کی شکایت اور آپ کا جواب:

علامہ زمخشری صاحب تفسیر کشاف نے لکھا ہے: ایک نوجوان شخص نے حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر اپنے باپ کی شکایت کی کہ میرا باپ میرا روپیہ پیسہ زبردستی لے لیتا ہے' آپ نے اس کے باپ کو بلایا' وہ شخص اتنا بوڑھا ہو چکا تھا کہ لکڑی کا سہارا لئے خدمت اقدس میں حاضر ہوا' آپ نے اس سے دریافت فرمایا کیا واقعہ ہے؟ تو اس نے عرض کیا: حضور! میرا یہ لڑکا ایک زمانے (بچپن) میں ضعیف تھا' اور میں قوی' یہ فقیر تھا اور میں غنی' میں نے اسے اس زمانے میں اپنی کوئی چیز لینے سے نہیں روکا' اور یارسول اللہ! آج میں ضعیف (بوڑھا) ہو گیا ہوں' یہ قوی تندرست و توانا ہے' یہ غنی ہے' میں فقیر' اب یہ اپنا مال مجھ سے بچاتا ہے اور بخل سے کام لیتا ہے' اس بوڑھے کی باتیں سن کر آپ کو رونا آ گیا اور آپ نے فرمایا: اگر یہ باتیں پتھر سن لے تو اس کو بھی رونا آ جائے' اس کے بعد لڑکے سے فرمایا: تو بھی اور تیرا مال بھی تیرے باپ کا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ بخیل نہ بن' اپنے مال سے اپنے باپ کی بھی خدمت کیا کر' تیرا وجود تیرے باپ کی وجہ سے ہے' جب وجود کا سبب تیرا باپ ہوا تو مال کا ذریعہ بھی وہی بنا' اس لئے یہ سمجھ کہ میں اور میرا مال سب میرے باپ ہی کا ہے۔

اسی طرح ایک واقعہ لکھا ہے: ایک شخص نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنی والدہ کی شکایت کی کہ میری والدہ بدمزاج ہے' آپ نے فرمایا: جب تجھے نو مہینے تک پیٹ میں لئے پھرتی رہی' جب بدمزاج نہ تھی؟ اس نے پھر کہا: میری ماں بدمزاج ہے' آپ نے فرمایا: جب تیرے لئے ساری ساری رات جاگتی تھی اور راتوں کو اٹھ کر دودھ پلاتی تھی تو اس وقت بدمزاج نہ تھی؟ اس کے بعد وہ کہنے لگا: میں اس کی محنت و مشقت کا بدلہ اتار چکا ہوں' آپ نے اس سے پوچھا تو نے کیسے بدلہ اتار دیا؟ تو اس نے جواب دیا: میں نے اپنے کندھوں پر بٹھا کر اس کو حج کروایا ہے' آپ نے فرمایا کہ تو اپنی ماں کی اس تکلیف کا بدلہ بھی دے سکتا ہے' جو دردزہ اس نے برداشت کی؟

گویا انسان چاہے کتنی ہی خدمت کر لے بدلہ اتار ہی نہیں سکتا' سعادت مندی کی بات یہ ہے کہ اولاد خدمت کرتی رہے اور اس کو اپنی خوش قسمتی اور سعادت سمجھے اور خدا کا شکر ادا کرتی رہے۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''مطلب یہ ہے کہ والدین کے ظلم کرنے کی وجہ سے جو حقوق ان کے اولاد پر ضروری ہیں' ان کے ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے کہ انہوں نے ہمارے ساتھ برائی کی ہم بھی ایسا ہی کریں۔'' (حقوق الوالدین)

جو اولاد ایسی ہو کہ والدین کے حقوق کا خیال نہ کرے اور ان کے ساتھ بے ادبی اور گستاخی سے پیش آئے' حدیث میں فرمایا گیا کہ اس کو جنت میں داخلہ نصیب نہ ہوگا۔ (معاذ اللہ)

والدین کو ستانے اور مقابلہ کرنے والی اولاد جنت میں داخل نہ ہوگی:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''احسان جتانے والا اور (والدین کو ستانے والا اور شراب کا عادی جنت میں داخل نہ ہوں گے)۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تین قسم کے لوگ جنت میں داخل نہ ہوں گے۔ ان میں سے ایک منان یعنی جو شخص اپنے عزیز و اقارب کی مدد کر بھی دے تو احسان جتا کر ناک میں دم کر دے۔ قرآن کریم میں جس کو یوں تعبیر فرمایا:

''اے ایمان والو! مت ضائع کرو اپنی خیرات احسان رکھ کر اور ایذا دے کر۔''

یعنی صدقہ دے کر محتاج کو ستانے اور اس پر احسان رکھنے سے صدقے کا ثواب جاتا رہتا ہے۔

دوسرا ''عاق'' ہے' یعنی جو اولاد ماں باپ کی نافرمان ہو اور ان کا کہنا نہ مانے' ان کا مقابلہ کرے' ان کی شان میں گستاخی کرے' وہ بھی جنت میں داخل نہ ہوگی۔

تیسرا شخص شراب کا عادی' ایسا شخص بھی جنت میں داخل نہ ہوگا' لیکن اگر ان لوگوں نے موت سے پہلے توبہ کرلی اور ایمان پر خاتمہ ہوگیا تو پھر وعید سے مستثنیٰ ہیں' جیسا کہ حدیث میں فرمایا گیا:

''گناہوں سے توبہ کرنے والا گناہگار بندہ اس شخص کی طرح ہوجاتا ہے' جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو۔''

کن باتوں میں والدین کی اطاعت ضروری نہیں:

قرآن کریم کی آیات اور حدیث پاک سے تفصیلی بیان کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان باتوں کا خلاصہ پیش کردیا جائے' جن میں والدین کی اطاعت نہیں:

۱:...... جن باتوں میں خدا کی نافرمانی ہوتی ہو' ان باتوں میں والدین کی اطاعت نہیں کرنی چاہئے' مثلاً شرکیہ اور کفریہ باتوں کو کہیں تو کہنا نہیں ماننا چاہئے۔

۲:...... فرض نماز پڑھنے سے روکیں تو اولاد پر اطاعت حرام ہے۔

۳:...... روزے سے روکیں تو اولاد پر اطاعت نہیں' زکوٰۃ دینے سے منع کریں تب بھی اطاعت نہیں۔

۴:...... والدین بلاضرورت نوافل پڑھنے سے منع کریں تو ان کی اطاعت نہ کریں۔

۵:...... اسی طرح والدین دینی تعلیم حاصل کرنے مثلاً قرآن مجید پڑھنے سے منع کریں تو ان کی اطاعت نہیں۔

۶:...... والدین خدا کے فضل سے آسودہ اور خوش حال ہیں اور بیٹا صاحب اولاد ہے' جن کے لئے اسے خود خرچ کی ضرورت ہے' ایسے بیٹے سے اگر والدین کچھ طلب کریں تو بیٹے کو اجازت ہے' ان کو روپیہ پیسہ نہ دے اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرے۔

۷:...... کوئی باپ حقہ نوش ہے' جس کا پینا مکروہ ہے اور وہ بیٹے سے حقہ کی فرمائش کرتا ہے تو اولاد کو ایسے مکروہ کام کے لئے حکم نہ ماننا چاہئے' البتہ اگر کوئی کسی عذر یا بیماری کی وجہ سے پیتا ہے اور نہ پینے سے بیمار ہوجانے کا اندیشہ ہے تو ایسی صورت میں بادل نخواستہ باپ کی فرمائش پوری کردے۔

۸:...... جو کام شرعاً ناجائز ہو اور والدین کہیں کہ اس کو کرو' مثلاً: ناجائز کام کی ملازمت کے لئے کہیں تو ایسی ناجائز باتوں میں ان کی اطاعت جائز نہیں۔

خلاصہ یہ کہ اگر والدین اپنی کسی ضروری اور جائز حاجت کے لئے کوئی حکم دیں تو اطاعت کرنی چاہئے اور کسی ناجائز کام کا حکم دیں تو اطاعت نہیں کرنی چاہئے۔

جبرئیل امین اور حضور اکرم علیہما السلام کی بددعا:

وہ شخص ہلاک اور برباد ہو جس کے ماں باپ یا ان میں سے کوئی ایک بڑھاپے کو پہنچے' پھر بھی انہوں نے اس کو جنت میں داخل نہ کرایا' میں نے (یعنی حضورؐ نے) آمین کہی۔

اس حدیث کا پس منظر یہ ہے کہ ایک مرتبہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لئے منبر پر چڑھ رہے تھے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی سیڑھی پر قدم رکھا تو خلاف عادت بلند آواز سے آمین کہا' دوسری سیڑھی پر قدم مبارک رکھا تو آمین کہا' صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ آج آپ نے خلاف عادت بلند آواز سے تین مرتبہ آمین کہا؟ تو آپ ﷺ نے ہر مرتبہ آمین کہنے کی علیحدہ علیحدہ وجہ بیان فرمائی' اور فرمایا: جب میں منبر پر چڑھ رہا تھا' جبرئیل علیہ السلام نے بددعا کے کلمے کہے' میں نے اس پر بلند آواز سے آمین کہا' ان میں سے ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نے یہ کلمے کہے۔

اس حدیث پاک پر ہر شخص کو غور کرنا چاہئے کہ اس شخص سے زیادہ بدقسمت کون ہوگا' جس کے حق میں جبرئیل علیہ السلام جیسا مقرب فرشتہ بددعا کرنے والا اور آمین کہنے والی ہستی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہو' ایسے شخص کی تباہی وبربادی میں کوئی شک ہوسکتا ہے؟

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ تمام مسلمانوں کو اپنا (یعنی اللہ تعالیٰ کا) اور اپنے والدین کا فرمانبردار بنائے۔ آمین۔

☆☆......☆☆

توجہ فرمائیں

فتنہ قادیانیت اور دیگر باطل فتنوں سے باخبر رہنے کے لئے ہفت روزہ ''ختم نبوت'' کا مطالعہ کیجئے۔

اس کے خریدار بنیئے اور دیگر دوست واحباب کو بھی اس طرف توجہ دلائیں۔

ہفت روزہ ''ختم نبوت'' میں اشتہار دے کر جہاں آپ اپنی تجارت کو فروغ دیں گے' وہاں آپ اس کار خیر میں شریک ہوکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دیرینہ محبت وتعلق کی بنا پر قیامت کے دن باعث شفاعت کا ذریعہ بھی بنیں گے۔ ان شاء اللہ العزیز۔

مولانا لال حسین اخترؒ

مسلمانوں کی نسبت قادیانیوں کا عقیدہ

☆...... ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں اور ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں، کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے منکر ہیں۔ یہ دین کا معاملہ ہے، اس میں کسی کا اپنا اختیار نہیں کہ کچھ کر سکے۔

☆......کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے، خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا، وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں، میں تسلیم کرتا ہوں کہ میرے یہ عقائد ہیں۔ (آئینہ صداقت از مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان، ص:۳۵)

☆...... ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ کو نہیں مانتا یا عیسیٰ کو مانتا ہے مگر محمد کو نہیں مانتا یا محمد کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

(کلمۃ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد پسر مرزا غلام احمد، ص:۱۱۰)

☆...... خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں ہے۔

(مرزا غلام احمد قادیانی کا خط بنام ڈاکٹر عبدالحکیم خان پٹیالوی، تذکرہ طبع:۳، ص:۶۰۷)

☆...... اب ظاہر ہے کہ ان الہامات میں میری نسبت بار بار بیان کیا گیا ہے کہ یہ خدا کا فرستادہ، خدا کا مامور، خدا کا امین اور خدا کی طرف سے آیا جو کچھ کہتا ہے اس پر ایمان لاؤ اور اس کا دشمن جہنمی ہے۔ (انجام آتھم، ص:۶۲، روحانی خزائن، ص:۶۲، ج:۱۱)

☆...... مجھے خدا کا الہام ہے کہ جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا، وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔ (اشتہار معیار الاخیار از مرزا غلام احمد قادیانی، ص:۸، مجموعہ اشتہارات، ص:۲۷۵، ج:۳)

☆...... پس یاد رکھو جیسا کہ خدا نے مجھے اطلاع دی ہے، تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو بلکہ چاہئے کہ تمہارا امام وہی ہو جو تم میں سے ہو۔ (اربعین نمبر۳، ص:۲۸، حاشیہ روحانی خزائن، ص:۴۱۷، ج:۱۷)

☆...... سوال: کیا کسی شخص کی وفات پر جو سلسلہ احمدیہ میں داخل نہ ہو، یہ کہنا جائز ہے کہ خدا مرحوم کو جنت نصیب کرے اور مغفرت کرے؟

جواب: غیر احمدیوں کا کفر بینات سے ثابت ہے اور کفار کے لئے دعائے مغفرت جائز نہیں۔

(الفضل قادیان، ۷/فروری ۱۹۲۱ء، ج:۸، نمبر۵۹)

☆...... ایک صاحب نے عرض کیا کہ غیر مبائع (لاہوری پارٹی کے مرزائی) کہتے ہیں، غیر احمدی کے بچے کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے؟ وہ تو معصوم ہوتا ہے اور کیا یہ ممکن نہیں وہ بچہ جوان ہو کر احمدی ہوتا۔ اس کے متعلق (میاں محمود احمد خلیفہ قادیان نے) کہا: ’’جس طرح عیسائی بچے کا جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا، اگرچہ وہ معصوم ہی ہوتا ہے، اسی طرح ایک غیر احمدی کے بچے کا بھی جنازہ نہیں پڑھا جاسکتا۔‘‘ (ڈائری مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان، مندرجہ اخبار الفضل قادیان، ج:۱۰، نمبر۳۲، ۲۳/اکتوبر ۱۹۲۲ء)

☆...... غیر احمدی تو حضرت مسیح موعود کے منکر ہوئے، اس لئے ان کا جنازہ نہیں پڑھنا چاہئے، لیکن اگر کسی غیر احمدی کا چھوٹا بچہ مر جائے تو اس کا جنازہ کیوں نہ پڑھا جائے وہ تو مسیح موعود کا مکفر نہیں؟ میں یہ سوال کرنے والے سے پوچھتا ہوں کہ اگر یہ بات درست ہے تو پھر ہندو اور عیسائیوں کے بچوں کا بھی جنازہ کیوں نہیں پڑھا جاتا اور کتنے لوگ ہیں، جوان کا جنازہ پڑھتے ہیں؟

(انوار خلافت مصنفہ مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان، ص:۹۳)

☆...... حضرت مسیح موعود کا حکم اور زبردست حکم ہے کہ کوئی احمدی غیر احمدی کو اپنی لڑکی نہ دے، اس کی تعمیل کرنا بھی ہر ایک احمدی کا فرض ہے۔

(برکات خلافت از مرزا محمود احمد، ص:۷۵)

☆...... غیر احمدیوں کو لڑکی دینے سے بڑا نقصان پہنچتا ہے اور علاوہ اس کے وہ نکاح جائز ہی نہیں۔ (برکات خلافت از مرزا محمود احمد، ص:۷۳)

☆...... جو شخص غیر احمدی کو رشتہ دیتا ہے، وہ یقیناً حضرت مسیح موعود کو نہیں سمجھتا اور نہ یہ جانتا ہے کہ احمدیت کیا چیز ہے؟ کیا ہے کوئی غیر احمدیوں میں ایسا بے دین، جو کسی ہندو یا کسی عیسائی کو اپنی لڑکی دے دے؟ ان لوگوں کو تم کافر کہتے ہو مگر اس معاملہ میں وہ تم سے اچھے رہے کہ کافر ہو کر بھی کسی کافر کو لڑکی نہیں دیتے، مگر تم احمدی کہلا کر کافر کو دے دیتے ہو۔

(ملائکۃ اللہ مصنفہ مرزا محمود احمد، ص:۴۶)

☆...... غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا، اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں؟ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں، ایک دینی دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ وناتہ ہے، سو یہ دونوں ہمارے لئے حرام قرار دیئے گئے، اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے۔ (کلمۃ الفصل مصنفہ مرزا بشیر احمد پسر مرزا غلام احمد قادیانی، ص:۱۶۹)

اسوۂ حسنہ کے تابندہ نقوش

ڈاکٹر محمد نعیم صدیقی

ایک مسلم گورنر کا معیار زندگی:

حضرت ابوعبیدہ بن الجراحؓ شام کے گورنر تھے اسی زمانے میں امیر المومنین حضرت عمرؓ معمول کے دورے پر شام تشریف لائے۔ ایک دن حضرت عمرؓ نے ان سے فرمایا: مجھے اپنے گھر لے چلئے! آپؓ میرے گھر جا کر کیا کریں گے؟ حضرت ابوعبیدہؓ نے جواب دیا: وہاں آپ کو شاید میری حالت پر آنکھیں نچوڑنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہو؟ لیکن جب حضرت عمرؓ نے اصرار فرمایا تو وہ ان کو اپنے گھر لے گئے حضرت عمرؓ گھر میں داخل ہوئے چاروں طرف نظریں گھمائیں وہاں کوئی سامان ہی نظر نہ آیا' پورا گھر ہر قسم کے سامان سے خالی تھا۔ آپ کا سامان کہاں ہے؟ حضرت عمرؓ نے فرط حیرانی سے سوال کیا' یہاں تو بس ایک نمدہ' ایک پیالہ اور ایک مشکیزہ نظر آرہا ہے' آپ تو امیر شام ہیں۔ اچھا آپ کے پاس کھانے کی بھی کوئی چیز ہے؟ حضرت عمرؓ نے قدرے توقف کے بعد پھر پوچھا' یہ سن کر حضرت ابوعبیدہؓ ایک طاق کی طرف بڑھے اور وہاں سے روٹی کے کچھ ٹکڑے اٹھالائے' حضرت عمرؓ نے دیکھا تو رو پڑے۔

امیر المومنین! میں نے تو پہلے ہی آپ سے عرض کیا تھا کہ آپ میری حالت پر آنکھیں نچوڑیں گے' حضرت ابوعبیدہؓ نے عرض کیا۔ بات دراصل یہ ہے کہ انسان کے لئے اتنا اثاثہ کافی ہے' جو اسے اپنی دائمی خوابگاہ (قبر) تک پہنچادے۔

حضرت عمرؓ نے فرمایا: ابوعبیدہ! دنیا نے ہم سب کو بدل دیا' مگر تمہیں نہیں بدل سکی۔

(سیر اعلام النبلاء ج اول ص:۱۷)

اللہ کا خوف مخلوق کا ڈر دل سے نکال دیتا ہے:

حضرت عبداللہ بن عمرؓ تیار ہو کر سفر کے لئے نکل کھڑے ہوئے' چلتے چلتے ایک جگہ دیکھا کہ بہت سارے لوگوں کی بھیڑ سر راہ کھڑی ہوئی ہے۔ حضرت ابن عمرؓ بھی وہاں پہنچ کر رک گئے' لوگوں کے خوفزدہ اور سراسیمہ چہروں پر ایک نظر ڈالی اور دریافت فرمایا: کیا بات ہے؟ یہ لوگ یہاں بیچ راستے میں کیوں کھڑے ہیں؟ حضرت! آگے بیچ راستے پر ایک شیر کھڑا ہے' کسی نے جواب دیا' یہ سب لوگ اس کے خوف سے آگے نہیں بڑھ رہے ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ یہ سن کر اپنی سواری سے اتر گئے اور پیدل چل کر اس جگہ تک پہنچے دیکھا تو واقعی وہاں شیر موجود ہے' وہ بلا خوف و تردد آگے بڑھے شیر کا کان پکڑا اور اس کی گدی پر ہاتھ مارا بس اتنا ہی کافی تھا شیر نے راستہ چھوڑ کر جنگل کی راہ پکڑی۔ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا:

"اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے متعلق بالکل سچ فرمایا تھا کہ یہ انسان پر اس وقت مسلط کیا جاتا ہے جب وہ اس سے ڈرتا ہے' اگر آدمی صرف اللہ سے ڈرے تو اللہ کا غیر اس پر مسلط نہیں کیا جاتا' آدمی کو اس کے حوالے کر دیا جاتا ہے' جس سے وہ امیدیں وابستہ کرتا ہے' اگر آدمی صرف اللہ سے امیدیں لگائے تو اللہ اس کو کبھی اپنے غیر کے سپرد نہ کرے۔"

(اسد الغابہ جلد سوم ص:۲۲۹)

اللہ اپنی مخلوق کو رزق کیسے دیتے ہیں:

علامہ آلوسیؒ نے تفسیر روح المعانی میں آیت:

"وما من دابة في الارض الا على الله رزقها"

کے ذیل میں ایک بہت سبق آموز واقعہ بیان کیا ہے۔ ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دل میں یہ خیال آیا کہ اللہ ساری دنیا کو رزق کس طرح دیتا ہے' یہ شک و شبہ نہیں تھا' انبیاء علیہم السلام کا ایمان کامل ہوتا ہے' بس مجرد ایک خیال تھا' اس حقیقت کو جاننے کے لئے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ اس چٹان پر لاٹھی مارو' حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب ایک بار چٹان پر ڈنڈا مارا تو ایک تہہ اتر گئی' دوسری بار مارا تو چٹان کی دوسری تہہ اتر گئی' تیسری بار حضرت موسیٰ کے ڈنڈے کی ضرب سے جب چٹان اتری تو دیکھا کہ اس کے اندر ایک کیڑا ہرا پتہ کھا رہا ہے' حالانکہ تین چٹانوں کے اندر کہیں کوئی سوراخ بھی نہیں تھا' دراصل اللہ جل شانہ کو دکھانا مقصود تھا کہ ہم رزق اس طرح پہنچاتے ہیں۔ علامہ آلوسیؒ نے مزید لکھا ہے کہ چٹان کی تیسری تہہ میں چھپا ہوا کیڑا نہ صرف ہرا پتہ کھا رہا تھا' بلکہ وہ یہ وظیفہ بھی پڑھ رہا تھا:

"سبحان من یرانی (پاک ہے وہ اللہ جو مجھے دیکھ رہا ہے) ویسمع

کلامی (اور جو میری بات کو سنتا ہے)
ویعرف مکانی (اور جو میرے رہنے کی
جگہ کو بھی جانتا ہے)۔“

(تفسیر روح المعانی ج ۱۲ص ۲)

اسی طرح کا ایک بصیرت افروز واقعہ راقم کے مخدوم استاذ و مربی مولانا ڈاکٹر تقی الدین ندوی مدظلہ نے حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی علیہ الرحمۃ کے ملفوظات ”صحبتے با اولیاء“ میں بھی نقل کیا ہے حضرت شیخ الحدیث نے ارشاد فرمایا کہ ڈاکوؤں کی ایک جماعت کہیں جارہی تھی' راستہ میں انہوں نے دیکھا کہ دو درخت ہیں ایک انگور کا سرسبز درخت ہے۔ اور دوسرا کیکر کا خشک ایک بلبل بار بار انگور کے درخت سے اس کا دانہ چونچ میں لے کر کیکر کے درخت پر جارہا ہے' ڈاکو کے سردار کو اس پر بڑا تعجب ہوا' جب غور کیا تو دیکھا کہ کیکر کے خشک درخت پر ایک اندھا سانپ منہ کھولے ہوئے ہے' وہ بلبل دانہ لاکر اس کے منہ میں ڈال دیتا ہے' اس نے اپنے دل میں غور کیا کہ جب ایک اندھے سانپ کی روزی کا اللہ جل شانہ نے یہ انتظام فرما رکھا ہے تو کیا وہ ہمارے لئے نہ کرے گا۔ چنانچہ یہ واقعہ اس کی ہدایت کا بہانہ بن گیا' اس سردار نے اس کے ساتھیوں نے توبہ کی اور لوگوں کے سامان کپڑے وغیرہ سب واپس کر دیئے یا مالک کے نہ ملنے پر خیرات کر دیئے۔ (صحبتے با اولیاء ص:۲۵۹)

آخر گورنر کس بات کے لئے ہوں:

حضرت سلمان فارسیؓ مدائن کے گورنر ہیں' رعایا کی دیکھ بھال کے لئے بازاروں میں گشت کر رہے ہیں' لیکن بدن مبارک پر ایسی پوشاک ہے جس سے کسی مزدور پیشہ آدمی ہونے کا شبہ ہوتا ہے' چونکہ مدائن میں اس وقت ایک بڑا میلہ لگنے جارہا ہے' اس لئے تاجروں کے قافلے ساز و سامان کے لئے چلے آرہے ہیں۔ ابھی ابھی ایک قافلہ رکا ہے' ان تاجروں کو سامان اٹھانے کے لئے کسی مزدور کی تلاش ہے' سامنے ہی حضرت سلمان فارسیؓ نظر آجاتے ہیں تو یہ تاجر ان کو آواز دے کر سامان اٹھواتے ہیں' راستہ میں لوگوں کی نظر جب سلمان فارسیؓ پر پڑتی ہے تو وہ لوگ ان تاجروں سے کہتے ہیں کہ تم لوگوں نے یہ کیا غضب کیا یہ تو مدائن کے گورنر حضرت سلمان فارسیؓ ہیں' یہ سنتے ہی تاجروں کے حواس باختہ ہو جاتے ہیں اور وہ حضرت سلمانؓ سے معافی کے خواستگار ہوتے ہیں' حضرت سلمان فارسیؓ فرماتے ہیں: اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے کہ میں تم لوگوں کا سامان منزل تک پہنچا دوں' آخر گورنر کس بات کے لئے ہوں؟

(کچھ دیر اہل حق کے ساتھ ص ۹۲)

ملحدانہ عقیدہ

مرزا غلام احمد قادیانی نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

”ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ جس دین میں نبوت کا سلسلہ نہ ہو وہ مردہ ہے۔ یہودیوں، عیسائیوں، ہندوؤں کے دین کو جو ہم مردہ کہتے ہیں تو اسی لئے کہ ان میں اب کوئی نبی نہیں ہوتا، اگر اسلام کا بھی یہی حال ہوتا تو پھر ہم بھی قصہ گو ٹھہرے۔ کس لئے ان کو دوسرے دینوں سے بڑھ کر کہتے ہیں؟ آخر کوئی امتیاز بھی ہونا چاہئے.... ہم پر کئی سالوں سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں، اس لئے ہم نبی ہیں، امر حق کے پہنچانے میں کسی قسم کا اخفاء نہیں رکھنا چاہئے۔“

(ملفوظات مرزا، ج:۱۰، ص:۱۲۷، طبع ربوہ)

والدین کو ایذا پہنچانے کی سزا دنیا میں ہی مل جاتی ہے:

مشکوۃ شریف میں مروی ہے ایک حدیث کا ترجمہ درج ذیل ہے:

”اللہ جل شانہ اپنی منشاء سے تمام گناہوں کی مغفرت فرما دیتے ہیں' مگر والدین کی نافرمانی اور ایذا رسانی کرنے والے کو مرنے سے پہلے اسی زندگی میں اس کے عمل کی سزا بھگتنی پڑتی ہے۔“

اس حدیث کی شرح میں محدثین فرماتے ہیں کہ اور گناہوں کی سزا مرنے کے بعد آخرت میں ملے گی' لیکن ماں باپ کا دل دکھانے والوں کو اسی دنیا میں سزا مل جاتی ہے' اور اس وقت تک موت نہیں آسکتی جب تک اس کا بدلہ نہ مل جائے۔

حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوری علیہ الرحمہ اپنے ملفوظات میں مذکورہ حدیث ذکر کرکے ایک واقعہ بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک شخص نے اپنے باپ کے گلے میں رسی باندھی اور اس کو گھسیٹتا ہوا بسواڑی (بانس کے درختوں) تک لے گیا' جو سامنے دس بیس گز کے فاصلے پر تھی' وہاں پہنچ کر باپ نے بیٹے سے کہا کہ بیٹا! اب اس کے آگے مت کھینچنا ورنہ تو ظالم ہو جائے گا۔ بیٹا تعجب سے بولا: میں نے یہ جو بیس گز تک رسی باندھ کر آپ کو کھینچا ہے تو کیا ابھی تک میں ظالم نہیں ہوں؟ باپ نے کہا: ہاں تو ابھی تک ظالم نہیں ہوا کیونکہ میں

نے بھی اپنے بابا کو یعنی تیرے دادا کو اسی طرح یہاں تک کھینچا تھا لہٰذا ابھی تک مجھے اپنے عمل کا بدلہ ملا اب اس جگہ سے اگر تو آگے بڑھے گا تو ظالم ہو جائے گا۔

(سوانح درد محبت حکیم اختر صاحب ص:۲۲۵)

غایت احتیاط وتقویٰ کی چند روشن مثالیں:

۱:......حضرت ابوبکر صدیقؓ جب خلیفہ ہوئے تو ان کی تجارت بند ہوگئی اور بیت المال سے ان کے لئے ڈھائی ہزار درہم سالانہ مقرر کئے گئے اسی پر آپؓ کا گزارہ تھا۔ ایک دن اہلیہ نے کہا کہ شیرینی کھانے کو جی چاہتا ہے' فرمایا کہ بیت المال سے ملنے والے وظیفہ میں سے تھوڑا تھوڑا بچاؤ' کسی دن میٹھی چیز پکا لینا' چنانچہ بیوی نے ایسا ہی کیا اور چند روز بعد کوئی میٹھی چیز پکا کر سامنے رکھ دی' حضرت ابوبکر صدیقؓ نے دریافت فرمایا کہ روزانہ تم کتنا بچاتی رہی ہو؟ اس پر بیوی نے کوئی خاص مقدار بیان کی' تو انہوں نے بیت المال کو لکھ بھیجا کہ میرے وظیفہ سے اتنی مقدار کم کردی جائے' کیونکہ بغیر میٹھا کھائے بھی زندگی بسر ہو سکتی ہے۔ (کنزالعمال ج۲ ص:۳۱۲)

۲:......حضرت عمرؓ اپنے زمانہ خلافت میں ایک بار رات کو بیت المال میں بیٹھے ہوئے تھے' کسی ضرورت سے حضرت علیؓ بھی وہاں تشریف لے آئے اور عرض کیا کہ مجھے آپ سے کچھ بات کرنی ہے' حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ اپنے کسی نجی اور ذاتی معاملے میں گفتگو کرنی ہے یا خلافت کے کسی معاملہ میں کچھ کہنا ہے؟ حضرت علیؓ نے عرض کیا کہ مجھے اپنے ایک ذاتی معاملہ میں بات کرنی ہے' حضرت عمرؓ نے فرمایا تو چلو کسی اور جگہ چل کر بات کریں' کیونکہ بیت المال کی روشنی میں بیٹھ کر ذاتی گفتگو کرنا درست نہیں ہے۔ (کنزالعمال ج۹ ص:۳۵۷)

۳:......ایک مرتبہ زمانہ خلافت میں حضرت عمرؓ کی خدمت میں بحرین سے کچھ مشک آ گیا آپؓ نے فرمایا کہ کوئی عورت اسے تول دیتی تو میں اسے تقسیم کردیتا' آپ کی اہلیہ حضرت عاتکہؓ نے عرض کیا کہ میں تول دوں گی؟ آپؓ نے فرمایا کہ تم سے نہیں تلواتا' کیونکہ مشک تولتے وقت ظاہر ہے کہ تمہارے ہاتھ میں لگے گا' لہٰذا اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہارے حصہ میں دوسرے مسلمانوں سے زیادہ مشک آجائے گا۔ رضی اللہ عنہ ورضوا عنہ۔ (کنزالعمال ۶/۳۵۸)

☆☆.........☆☆

انتخابِ لاجواب

شاکر سیالکوٹی

اے کہ تیرا وجود ہے بزمِ جہاں میں انقلاب
کُفر کی ظلمتوں کو ہے، تیرا ظہور آفتاب

خاتم انبیاً کی شان ہے وہم و گماں سے بھی بلند
یعنی خدا کا انتخاب، انتخابِ لاجواب

عشق سے دل کو بھر دیا، تیری نظر نے کردیا
رازِ حیات بے حجاب، لطفِ ممات بے نقاب

موجِ کرم کے لطف سے حسنِ ازل نکھر گیا
آبِ رواں کے جوش سے باقی نہ رہ سکے حباب

تیری شفاعتیں شہا! عام بھی ہیں، مدام بھی
میرے گناہ بے شمار، میرے قصور بے حساب

سجدہ ہو یا نماز ہو، سوز ہو یا گداز ہو
شاکر بے نوا ہو گر تیرے حضور باریاب

پانچ نعمتیں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو مخاطب کرکے فرمایا: ''کون ہے جو یہ چند خاص باتیں مجھ سے سیکھ کر ان پر خود بھی عمل کرے اور دوسروں کو بھی بتائے' یا رسول اللہ میں حاضر ہوں'' اس پر آپؐ نے محبت وشفقت سے میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لیا اور گن کر پانچ باتیں بتائی:

۱:......جو چیز اللہ نے حرام قرار دی ہے، ان سے بچو اور ان سے پورا پورا پرہیز کرو، اگر تم نے ایسا کیا تو تم بہت بڑے عبادت گزار بن جاؤ گے۔ ۲:......اللہ نے جو قسمت میں لکھ رکھا ہے اس پر راضی اور مطمئن ہو جاؤ، اگر تم نے ایسا کیا تو تم بڑے بے نیاز اور دولت مند ہو جاؤ گے۔ ۳:......اپنے پڑوسی کے ساتھ اچھا سلوک کرو، اگر ایسا کروگے تو تم کامل مومن بن جاؤ گے۔ ۴:......جو تم اپنے لئے چاہتے ہو اور پسند کرتے ہو وہی دوسروں کے لئے چاہو اور پسند کرو۔ ۵:......زیادہ مت ہنسا کرو، کیونکہ زیادہ ہنسا دل کو مردہ کردیتا ہے۔

مرسلہ: قاضی محمد اسرائیل گڑنگی، مانسہرہ

مسلمانوں کا عروج وزوال

تاریخی جائزہ

آج کل نوع انسانی مادی ترقی کے انتہائی عروج پر ہونے کے باوجود دینی، روحانی، سیاسی، سماجی، اخلاقی، معاشرتی اور تعلقات باہمی کے لحاظ سے حیوانات سے کچھ زیادہ ممتاز نظر نہیں آتی، وجہ اس کی یہ ہے کہ گلوبل ولیج بننے کے بعد دنیا کی قیادت جن عناصر کے ہاتھ لگی، وہ دین سے بے بہرہ مادی پرستی، عیش وعشرت اور دولت وطاقت پر یقین رکھتے ہیں۔ اشتراکی نظام کی شکست وریخت کے بعد دنیا پر اپنا سرمایہ دارانہ نظام مسلط کر کے غلبہ حاصل کرنے میں انہیں صرف اسلام اور مسلمان ہی کانٹے نظر آئے کہ جن کے پاس آج بھی دین ودنیا کی کامیابی کا مکمل ضابطہ حیات بغیر قطع وبرید کے موجود ہے، اسی لئے اب وہ اس کی بیخ کنی میں مصروف ہیں تاکہ دنیا میں بلاشرکتِ غیرے من مانی کرسکیں۔

اسلامی ممالک اور مسلمانوں پر حملے ان کے خلاف سازشیں اور زہریلا پروپیگنڈا یہاں تک کہ انسانیت کے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات جن کے اوصاف حمیدہ، سحر انگیز تعلیمات اور انسانیت کے لئے سراپا شفقت جن کا اعتراف کرنے پر تعصب کی عینک چڑھائے ہر غیر مسلم مورخ کا قلم بھی مجبور ہوجاتا ہے، انہیں بھی تختہ مشق بنانے کی کوششیں ہورہی ہیں، یہ سب اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں اور بظاہر مسلمان موثر طور پر اپنا دفاع کرنے میں ناکام نظر آتے ہیں، ہماری نئی نسل خصوصاً مغربی ممالک میں رہنے والے یا وہاں سے واپس آنے والے مسلمانوں کی اکثریت اسلام کے بارے میں جامع علم نہ رکھنے کے سبب غیر مسلموں کے سامنے معذرت خواہانہ انداز اختیار کرتے نظر آتے ہیں اور غیر مسلم ملکوں میں بسنے والے مسلمان خود کو بے کس و بے بس اور مجبور محسوس کرتے ہیں۔

اس لئے وقت کی انتہائی اہم ضرورت یہ ہے کہ مسلمانوں خصوصاً نوجوان نسل میں خود اعتمادی پیدا کی جائے تاکہ ان میں ماضی پر اعتماد اور مستقبل کے بارے میں امید اور حوصلہ پیدا ہو، دین پر ان کا ایمان و یقین زندہ ہوجائے جس کا نام تو وہ لیتے ہیں، لیکن اس کی حقیقت سے ناآشنا ہیں، چونکہ ان کا تعلق اس دین

ابوفراز

سے زیادہ تر نسلی ہے، اس لئے انہوں نے اسے بہت کم سمجھنے کی کوشش کی ہے، انہیں سمجھایا جائے کہ یہ ان کا فرض ہے کہ وہ ساری دنیا کے بھٹکے ہوئے انسانوں کو دین اور صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کریں کہ یہ امت نکالی ہی اسی لئے گئی ہے۔

یہ اعتماد ان میں اس وقت پیدا ہوگا جب انہیں علم ہوگا کہ طلوع اسلام سے پہلے دنیا میں انسانیت کا کیا حال تھا، مشرق، مغرب، شمال، جنوب کا کیا نقشہ تھا؟ اس وقت دنیا کا عمومی مزاج کیا تھا؟ سوسائٹی کا کیا رنگ تھا، دین ومذہب کا کیا حال تھا؟ انسانی ضمیر اور قدروں کا کیا معیار تھا؟ انسانیت کس بھنور میں پھنسی ہوئی تھی، پھر انسانیت کے محسن اعظم کی بعثت کے بعد حیرت انگیز طور پر انتہائی قلیل مدت میں دنیا میں کیسی مثبت اور انقلابی تبدیلیاں وجود میں آئیں، اس مقصد کے پیش نظر چھٹی صدی عیسوی سے مختصراً تاریخی جائزہ پیش خدمت ہے۔

چھٹی صدی عیسوی میں صرف دو بڑی سلطنتیں روم وفارس وجود میں تھیں۔ سلطنت روم جو شام اور مصر تک پھیلی ہوئی تھی عیسائی مذہب کو ماننے والے تھے۔ سیل (SALE) جس نے انگریزی میں قرآن شریف کا ترجمہ کیا تھا، چھٹی صدی عیسوی کے عیسائیوں کے بارے میں لکھتا ہے:

> ”مسیحیوں نے بزرگوں اور حضرت مسیح علیہ السلام کے مجسموں کی پرستش میں اس درجہ غلو کیا کہ اس زمانے کے رومن کیتھولک بھی اس حد کو نہیں پہنچے۔“

یہ آپس میں خانہ جنگیوں میں الجھے ہوئے تھے، الفرڈ جے بٹلر لکھتا ہے کہ:

> ”پورے کا پورا ملک خانہ جنگی کا شکار تھا، بحث یہ تھی کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی فطرت کیا ہے اور اس میں الٰہی اور بشری جزو کس تناسب سے ہیں؟۔“

روم وشام کے ملکانی عیسائیوں کا مذہب تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی فطرت مرکب ہے، اس میں ایک جز والٰہی ہے اور ایک بشری، لیکن مصر کے منوفیشی عیسائیوں کا مذہب تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی فطرت خالص الٰہی ہے، اس میں ان کی فطرت بشری

اس طرح فنا ہوگئی ہے جیسے سرکہ کا ایک قطرہ سمندر میں مل کر اپنی ہستی گم کر دیتا ہے۔

پہلا مسلک گویا حکومت کا سرکاری مسلک تھا، بازنطینی سلاطین اور اہلِ حکومت نے اس کو عام کرنے اور پوری سلطنت کا واحد مذہب بنانے میں پوری قوت صرف کی اور مخالفین کو سخت ترین سزائیں دیں جن کے تصور سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں لیکن اختلاف اور مذہبی کشاکش بڑھتی رہی، دونوں فریق ایک دوسرے کو ایسے ہی خارج از مذہب اور بددین سمجھتے تھے، جیسے دو متضاد مذہب کے پیرو، اجتماعی بدنظمی انتہا کو پہنچی ہوئی تھی، رعایا بے شمار مصائب کا شکار اور ٹیکس ومحصول تلے دبی ہوئی تھی، اجارہ داریاں قائم تھیں، حکمرانوں کی عیاشیاں اور فضول خرچیاں عروج پر تھیں سب کے دل میں بس ایک ہی لگن تھی کہ جس طرح ممکن ہو زیادہ سے زیادہ مال سمیٹو اور اس کو فیشن پرستی، عیش وعشرت اور من مانی خواہشات پورا کرنے میں خرچ کرو۔ انسانیت وشرافت، تہذیب واخلاق کی بنیادیں ہل چکی تھیں، عورتوں کی حالت زار انتہائی قابل رحم تھی، نوبت یہاں تک پہنچی کہ لوگ ازدواجی زندگی پر تجرد کی زندگی کو ترجیح دیتے تاکہ آزادی کے ساتھ انہیں عیاشیوں کا موقع مل سکے، انصاف کا یہ حال تھا کہ بقول سیل جس طرح اشیاء کی خرید وفروخت ہوتی ہے اوران کی قیمت ٹھہرائی جاتی ہے اسی طرح انصاف بھی فروخت ہوتا تھا، رشوت وخیانت کی ہمت افزائی خود قوم کی طرف ہوتی تھی، اس بدنظمی اور بے چینی کی وجہ سے بڑے پیمانے پر فسادات اور بغاوتیں بھی ہوئیں، چنانچہ ۵۳۲ء کے فساد میں تیس ہزار افراد دارالسلطنت میں ہلاک ہوئے، گبن لکھتا ہے کہ: ''چھٹی صدی میں سلطنت روم کا زوال اور اس کی پستی انتہا پر تھی۔''

وہ مغربی قومیں جو یورپ کے بالکل شمال و مغرب میں آباد تھیں جہالت وناخواندگی کا شکار خونی جنگوں سے نبرد آزما تھیں اور جنگ وجہالت کی پیدا کی ہوئی تاریکی میں ہاتھ پاؤں مار رہی تھیں۔ عقائد کے لحاظ سے یہ قومیں نوخیز مسیحیت اور فرسودہ بت پرستی کے درمیان میں تھیں، ایچ جے ویلز لکھتا ہے: ''اس زمانے میں یکجہتی اور نظام کے کوئی آثار نہ تھے'' رابرٹ بریفالٹ لکھتا ہے: ''پانچویں صدی عیسوی سے لے کر دسویں صدی تک یورپ پر گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی اور یہ تاریکی تدریجاً زیادہ گہری اور بھیانک ہوتی جارہی تھی، اس وقت کی وحشت وبربریت زمانہ قدیم کی وحشت وبربریت سے کئی درجہ زیادہ تھی، اس کی مثال ایک بڑے تمدن کی لاش کی تھی جو سڑ گئی ہو، اس تمدن کے نشان مٹ رہے تھے اور اس پر زوال کی مہر لگ چکی تھی، وہ ممالک جو گزشتہ زمانے میں ترقی یافتہ تھے جیسے اٹلی اور فرانس وغیرہ، وہاں تباہی اور طوائف الملوکی اور ویرانی کا دور دورہ تھا'' بوڈے لکھتا ہے کہ: ''اسپین اور انگلستان غیر اہم چھوٹے چھوٹے ملک تھے، جزائر برطانیہ آزاد ریاستوں میں تقسیم تھا اور سات مختلف بادشاہوں پر مشتمل تھا۔''

یورپ، ایشیا اور افریقہ میں بسنے والی قوم یہود عرصہ دراز تک غلام رہنے اور انواع واقسام کی ذلتیں سختیاں اور سزائیں جھیلنے کے بعد ان کا ایک خاص مزاج بن گیا تھا، قومی غرور، نسبی تکبر، حرص اور مال ودولت کی حد سے بڑھی ہوئی طمع، مسلسل سود کے لین دین سے ان میں مخصوص ذہنیت وسیرت اور قومی خصائل پیدا ہوگئے تھے، کمزور یا مغلوب ہونے کی صورت میں ذلت وخوشامد اور غالب ہونے کی صورت میں انتہائی بے رحم وسفاک اور عام حالات میں دغابازی، نفاق، سنگدلی، خود غرضی، مفت خوری اور حرام خوری، راہ حق سے لوگوں کو روکنا، ہر طریقہ سے مال ودولت اکٹھی کرنا ان کا قومی کردار تھا۔

۶۱۰ء میں یہودیوں نے انطاکیہ میں عیسائیوں کے خلاف بلوہ کیا، شہنشاہ فوقا نے ان کی سرکوبی کے لئے فوج بھیجی جس نے پوری یہودی آبادی کو تلواروں سے، دریا میں غرق کرکے، آگ میں جلا کر اور درندوں کے سامنے ڈال کر ہلاک کر دیا۔ ۶۱۵ء میں جب ایرانیوں نے شام کو فتح کیا تو یہودیوں کے مشورہ اور ترغیب سے خسرو نے عیسائیوں پر وحشیانہ مظالم کئے اور بیشتر کو تہ وتیغ کیا۔ ایرانیوں پر فتح حاصل کرنے کے بعد ہرقل نے زخم خوردہ عیسائیوں کے مشورہ سے ۶۳۰ء میں یہودیوں سے سخت انتقام لیا اور ان کا اس طرح قتل عام کیا کہ رومی مملکت میں صرف وہ یہودی بچ سکے جو ملک چھوڑ کر بھاگ گئے یا کہیں چھپے رہے۔

اس سفاکی وبربریت اور اس خون آشام ذہنیت کے ساتھ جس کا مظاہرہ ساتویں صدی کے ان

عبدالخالق گل محمد اینڈ سنز
گولڈ اینڈ سلور مرچنٹس اینڈ آرڈر سپلائرز
دکان نمبر N-91 صرافہ بازار میٹھادر کراچی
فون:2545573

غیر مسلموں کی تعمیر کردہ مسجد "مسجد ضرار"

اسلام کے چودہ سو سالہ دور میں کبھی کسی غیر مسلم نے یہ جرأت نہیں کی کہ اپنا عبادت خانہ "مسجد" کے نام سے تعمیر کرے، البتہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں بعض غیر مسلموں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کیا اور مسجد کے نام سے ایک عمارت بنائی جو "مسجد ضرار" کے نام سے مشہور ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی الٰہی سے ان کے کفر ونفاق کی اطلاع ہوئی تو آپ نے اسے فی الفور منہدم کرنے کا حکم فرمایا۔

(مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ تحفۂ قادیانیت، ج:۱، ص:۵۷۷)

دو سماوی مذاہب نے کیا، اس بات کی کیسے توقع کی جاسکتی تھی کہ وہ اپنے دورِ حکومت میں انسانیت کے پاسبان ثابت ہوں گے اور حق وانصاف، امن وصلح کا پیغام دنیا کو سنائیں گے۔

غیر سماوی مذاہب میں ایران سب سے بڑی سلطنت تھی، اس کے سلاطین کا لقب کسریٰ (خسرو) ہوا کرتا تھا جو اس بات کے داعی تھے کہ ان کی رگوں میں خدائی خون ہے، اہل ایران بھی انہیں اسی نظر سے دیکھتے تھے، مذہباً آگ کے پجاری تھے، ایرانی سوسائٹی کے بارے میں پروفیسر آرتھر کرسٹن سین کا بیان ہے:

"سوسائٹی کے مختلف طبقوں کے درمیان ناقابل عبور فاصلہ تھا، حکومت کی طرف سے عوام الناس کو ممانعت تھی کہ وہ طبقہ امراء میں سے کسی کی جائیداد خرید سکیں، سیاست ساسانی کا یہ محکم اصول تھا کہ ہرگز کوئی شخص اپنے رتبہ سے بلند تر رتبے کا خواہاں نہ ہو جو اس کو پیدائشی طور پر از روئے نسب حاصل ہے، سوسائٹی میں ہر شخص کی جگہ معین تھی۔"

یہاں کی اخلاقی قدریں تو زمانہ دراز سے متزلزل چلی آرہی تھیں، یزدگرد دوم نے اپنی لڑکی کو زوجیت میں رکھا پھر قتل کردیا، بہرام چوبین نے جو چھٹی صدی عیسوی میں حکمران تھا اس نے اپنے بہن سے ازدواجی تعلقات قائم کئے، مشہور چینی سیاح ہوئن سیانگ کا بیان ہے کہ: "ایرانی قانون ومعاشرت میں ازدواجی تعلقات کے لئے کسی رشتہ کا بھی استثناء نہ تھا"

چھٹی صدی میں مزدک نے یہاں ایک تحریک چلائی اور تمام عورتوں اور مال کو سب کے لئے حلال قرار دے دیا، مال وزن کو مثل آگ، پانی اور چارے کے مشترک اور عام کردیا، طبرانی کا بیان ہے:

"اوباش اور آوارہ مزاج لوگوں نے اس موقع کو غنیمت جانا اور وہ مزدک اور مزدکیوں کے پرجوش ساتھی اور دست وبازو بن گئے، عام شہری اس بلائے ناگہانی کا شکار تھے، اس تحریک کا اتنا زور ہوا کہ جو چاہتا جس کے گھر میں چاہتا گھس جاتا اور اس کے مال اور عورتوں پر قبضہ کرلیتا اور صاحب مکان کچھ بھی نہ کرسکتا، انہوں نے خسرو قباذ پر بھی دباؤ ڈال کر تیار کرلیا کہ وہ بھی اس دعوت کو اپنالے، نتیجہ یہ ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے یہ عالم ہوگیا کہ نہ باپ اپنے لڑکوں کو پہچان سکتا تھا اور نہ لڑکے اپنے باپ کو، کسی کا بھی اپنی کسی ملکیت پر اختیار اور قبضہ نہ تھا۔"

ایران میں دولت اور خوشحالی مخصوص افراد تک محدود تھی، معدودے چند اشخاص نہایت دولت مند باقی نہایت تنگدست اور پریشان، نت نئے ٹیکسوں نے عوام کی کمر توڑ دی تھی، کسانوں کی حالت بہت بدتر تھی ان کا تعلق زمینداروں کے ساتھ ویسا ہی تھا جیسے غلاموں کا تعلق آقا کے ساتھ، جبکہ امراء میں ایک لاکھ درہم سے کم کا پٹکا باندھنا یا تاج پہننا سخت معیوب تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اپنی جلیل القدر تصنیف حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں:

"اگر کسی کے پاس عالیشان محل، فوارہ، حمام، باغات، خوش خوراک اور تیار جانور، خوش رو جوان اور غلام نہ ہوتے، کھانے میں تکلفات اور لباس و پوشاک میں تجمل نہ ہوتا تو ہم چشموں میں اس کی کوئی عزت نہ ہوتی۔"

یہ تھی عمومی صورت حال روم وفارس کی۔

دیگر مذاہب میں بدھ مت اپنی سادگی اور انفرادیت کھو چکا تھا اور ہندوستان کے ہندومت کے اوتاروں اور دیوتاؤں کو قبول کر کے اپنی ہستی گم کر بیٹھا تھا، چھٹی صدی عیسوی تک ہندوستان میں دیوتاؤں کی تعداد ۳۳ سے بڑھ کر ۳۳ کروڑ تک جا پہنچی تھی، ہر چیز حتیٰ کہ آلۂ تناسل کی بھی پوجا ہوتی تھی، مرد برہنہ عورتوں کی اور عورتیں برہنہ مردوں کی پوجا کرتے، سماجی طور پر معاشرہ چار ذاتوں میں بٹا ہوا تھا، جن میں برہمن یعنی مذہبی پیشوا، چھتری یعنی لڑنے والے، ویش یعنی زراعت وتجارت پیشہ اور شودر جو دوسری ذاتوں کے خادم تھے اور شہری اور قانون کی رو سے کتوں سے بھی بدتر، عورتوں سے انتہائی حقارت آمیز سلوک کیا جاتا، شوہر کے مرنے پر تو عورت زندہ درگور ہوجاتی، وہ کبھی بھی دوسری شادی نہ کرسکتی تھی، بیوہ ہونے کے بعد شوہر کے ساتھ ستی کی جاتی یعنی زندہ

جلادی جاتی۔

اہل چین بھی بدھ مت کے پیرو تھے اور متمدن دنیا کے بالکل مشرقی کنارے پر اپنی علمی اور مذہبی میراث سینے سے لگائے بیٹھے تھے، جس میں نہ وہ خود کسی اضافے کے خواہشمند تھے اور نہ دوسروں کے ذخیرہ میں اضافہ کرنے کے اہل تھے۔ مشرقی اور وسط ایشیا کی دوسری قومیں مغل، ترک اور جاپانی بگڑے ہوئے بدھ مت اور وحشیانہ بت پرستی کے درمیان تھیں، نہ کوئی علمی دولت ان کے پاس تھی اور نہ سیاست کا ترقی یافتہ نظام، یہ قومیں جاہلانہ بت پرستی سے نکل کر متمدن کی طرف آ رہی تھیں اور چند قومیں ایسی بھی تھیں جو اس وقت شہری زندگی کی ابتدائی منازل میں تھیں۔

عرب دور جہالت میں بھی اپنی بعض فطری صلاحیتوں کی وجہ سے ساری دنیا میں ممتاز تھے، فصاحت و بلاغت اور قادر الکلامی میں یکتا تھے، آزادی اور خودداری ان کو جان سے زیادہ عزیز تھی، شہسواری و شجاعت میں بے مثال، جفاکشی کے عادی اور ارادہ کے پکے تھے، لیکن انبیاء اور ان کی تعلیمات سے دور ایک جزیرہ نما میں صدیوں سے مقید رہنے کی وجہ سے اور باپ دادا کے دین اور قومی روایات پر سختی سے قائم ہونے کے سبب وہ اپنی دینی اور اخلاقی حیثیت سے بہت گر چکے تھے، چھٹی صدی میں وہ تنزلی و انحطاط کے آخری نقطہ پر تھے، کھلی ہوئی بت پرستی میں دنیا کے امام تھے، اخلاقی و اجتماعی امراض ان کی سوسائٹی کو گھن کی طرح کھا رہے تھے، ہر قبیلے ہر شہر اور ہر گھر کے الگ الگ بت تھے، خود خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بت تھے۔ کلبی کا بیان ہے کہ:

"کوئی شخص سفر میں کسی نئے مقام پر اترتا تو چار پتھر جمع کرتا، جو پتھر اسے اچھا لگتا اسے معبود بنالیتا اور باقی تین پتھروں سے چولہا، اور جب وہاں سے جاتا تو سب پتھروں کو وہیں چھوڑ جاتا۔"

پتھروں کے علاوہ وہاں فرشتوں، جنوں، سورج، چاند ستاروں کی بھی پرستش کی جاتی تھی، شراب اور جوا ان کی گھٹی میں پڑے تھے، یہاں تک کہ اپنے گھر بار کو بھی داؤ پر لگا دیتے تھے اور جب نفرت و عداوت کی آگ بھڑکتی تو جنگوں کی نوبت آ جاتی جو برسوں ختم نہ ہوتیں، سودی لین دین، معاشرہ کا جزو تھا، زنا کو معیوب نہیں سمجھا جاتا تھا، عورتوں کے ساتھ ظلم و بدسلوکی عام تھی، دوسرے سامان اور حیوان کی طرح وہ بھی وراثت میں منتقل ہوتیں، کھانے میں بہت سی چیزیں ایسی تھیں جو مردوں کے لئے خاص تھیں اور عورتیں ان سے محروم، لڑکیوں سے نفرت اس درجہ بڑھ گئی تھی کہ اکثر انہیں زندہ دفن کر دینے کا رواج تھا، معاشرہ مختلف طبقات قبیلوں اور رشتہ داریوں میں بٹا ہوا تھا، جو عصبیت اور جتھہ بندی میں مبتلا تھا، ہر خاندان اپنی الگ حیثیت و شناخت رکھتا تھا، خون بہانا ان کے لئے معمولی بات تھی اور جنگ بھڑکانے کے لئے معمولی واقعات کافی تھے۔

خلاصہ یہ کہ اس وقت روئے زمین پر کوئی ایسی قوم نظر نہیں آتی تھی جو صالح کہلائی جاسکے نہ کوئی سوسائٹی تھی جو شرافت اور اخلاق کی اعلیٰ قدروں کی حامل ہو، نہ کوئی ایسی حکومت تھی جس کی بنیاد عدل و انصاف پر ہو اور نہ ہی صحیح حالت پر کوئی دین ایسا تھا جو انبیاء کرام کی اصل تعلیمات کا حامل ہو۔ ہر طرف انارکی پھیلی ہوئی تھی، پوری انسانیت واضح طور پر دو طبقات میں بٹی ہوئی تھی۔ ایک حکمرانوں، امراء، اور روسا کا طبقہ جو دنیا کو ہی اپنی جنت سمجھے بیٹھا تھا۔ عیش ونشاط اور رنگ رلیوں میں غرق جو چاہتے دولت کے بل پر خرید لیتے، دوسرا غریب عوام کا طبقہ جو ظلم و ستم اور بھاری بھرکم ٹیکس اور محصولات کے بوجھ تلے فیصلہ نہ کر پاتا کہ روٹی خریدے یا انصاف... عورتوں کی حالت تو ہر جگہ ہی قابل رحم تھی، کہیں زندہ جلادی جائیں تو کہیں زندہ دفن کر دی جائیں، کہیں امراء و خواص کی بوالہوی کا شکار بنتیں تو کہیں اپنے باپ اور بھائی کی، کہیں میراث کے ساتھ تقسیم ہوتیں تو کہیں پانی، آگ و چارہ کی طرح ہر ایک کے کام آئیں، ان کا استعمال صرف مردانی شہوت پوری کرنے اور حیثیت صرف خادمہ کی تھی... (آج ساری دنیا میں حقوق نسواں کی تحریکیں دراصل عورت کو واپس اسی مقام پر دھکیلنے کے لئے ہیں، ورنہ ماں، بیٹی، بہن اور بیوی جیسے مقدس رشتوں کی صورت میں اسلام کا عطا کردہ عورت کا اعلیٰ اور پاکیزہ مقام ہمیشہ کی طرح آج بھی بوالہوس اور عیاش طبع دولتمندوں کو ایک آنکھ نہیں بھاتا، وہ کسی کی ماں، کسی کی بیٹی، کسی کی بہن یا کسی کی بیوی کو اپنی باہوں میں جھولتے دیکھنا چاہتے ہیں اور ناسمجھ عورتیں ان کے جال میں پھنستی جا رہی ہیں)

ABDULLAH SATTAR DINA
& SONS JEWELLERS
عبداللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silver, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85,Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph: 2514972-2531133

غرض دنیا اس وقت ایک وسیع وعریض جنگل کا نقشہ پیش کررہی تھی، جہاں درندوں نے اپنے اپنے علاقے بانٹ رکھے ہوں۔

انسانیت کو اس وقت کارل مارکس جیسے معاشی چیمپئن، ماؤزے تنگ جیسے قوم کے ہمدرد، ابراہم لنکن جیسے آزادی کے علمبردار، گاندھی اور نیلسن منڈیلا جیسے عدم تشدد کے وکلا کی ضرورت نہیں تھی کہ جنہوں نے کسی ایک مقصد کے حصول کے لئے اپنی پوری زندگی وقف کردی پھر بھی پوری طرح کامیاب نہ ہوسکے، نہ ہی اسے کمال اتاترک اور جمال ناصر جیسے ڈاکٹرز اور حکیموں کی ضرورت تھی جو قوم کا نزلہ کھانسی ٹھیک کرنے میں کینسر پھیلادیں، بلکہ ایک ایسے مصلح کی ضرورت تھی جو وقت کی نبض دیکھ کر سارے امراض جان لے اور ان کا بیک وقت علاج کرنے کا اہل ہو، جو خود ہر کمزوری اور عیب سے پاک ہو اور کوئی بھی اس کی خاندانی شرافت، اخلاق وآداب، صداقت وامانت، حکمت وبصیرت، علمیت وقابلیت، طاقت وشجاعت، ہمت وحوصلہ، رحم ومروت، ایثار وخدمت، صبر وتحمل پر انگلی نہ اٹھاسکتا ہو، جو زبان وخاندان، ملک وقوم کی عصبیت سے پاک ہو اور ہر انسان کو دنیا وآخرت کی زندگی کے عذاب سے بچانے کی تڑپ رکھتا ہو، جو مال ودولت، حکومت ووزارت، عزت وشہرت کا طلب گار نہ ہو، اخلاص کا پیکر اور صرف خدا کے سامنے جھکنے والا ہو، ساتھ ہی ایسے مقتدی بنانے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو جو اس کے مشن کو جاری رکھ سکیں، ایسا کامل واکمل انسان اللہ تعالیٰ کی خصوصی توجہ اور تربیت کے بغیر پیدا ہی نہیں ہوسکتا تھا۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تخلیق کا شاہکار انسانیت کا محسن اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام اوصاف حمیدہ سے مزین کرکے ختم نبوت کا تاج پہنا کر اپنی خصوصی توجہ اور تربیت کے ساتھ دنیا میں ظاہر فرمایا کہ انسانیت کو نئی زندگی بخشیں اور لوگوں کو تاریکی سے نکال کر روشنی کی طرف لائیں اور ایک ایسی امت تیار کریں جو آپ کے بعد قیامت تک آنے والی انسانیت کی راہبری وراہنمائی کرے، انہیں دنیا اور آخرت کی کامیابی کا راستہ دکھائے، خود بھی پورے دین پر چلے اور ساری دنیا کے انسانوں کی فکر کرے، آپ اور آپ کی امت کو حکمرانی نہیں بلکہ رہنمائی کے لئے منتخب کیا گیا تھا، اگر آپ کوئی قومی راہنما یا سیاسی لیڈر ہوتے تو آپ کے سامنے بہترین صورت یہ ہوتی کہ عرب قبائل کا ایک اتحاد بنائے اور عرب کے مضبوط طاقتوں سے ایک جنگجو بلاک بنا کر ایک عربی ریاست یا جمہوریہ کی بنیاد رکھتے جس کے آپ نہایت آسانی سے صدر ہوسکتے تھے، ایسی صورت میں ابوجہل اور عتبہ وغیرہ بھی آپ کے ساتھ ہوتے اور عرب کی قیادت آپ کو سونپ دیتے، کیونکہ انہیں آپ کی صداقت وامانت کا بچپن سے مشاہدہ تھا، عتبہ تو قریش کی طرف سے آپ کو عرب کی سرداری پیش کرچکا تھا، پھر جب آپ کو یہ سیاسی مقام حاصل ہوجاتا تو عرب کے شہسواروں کے ذریعہ پہلے یمن وحبشہ پھر روم وفارس کو فتح کرنا کچھ مشکل نہ تھا لیکن آپ شیطانی عمل کو شیطانی عمل سے کاٹنے نہیں بھیجے گئے تھے کہ جیسا اس زمانے میں شیطانی دستور رائج تھا، ویسا ہی آپ بھی کرتے، آپ کو تو دنیا میں رحمت بنا کر بھیجا گیا تھا، آپ کی بعثت کا مقصد دنیا کو جنت کی بشارت اور دوزخ کے عذاب سے ڈراتا تھا، انسانیت کو مخلوق کی بندگی سے نکال کر خالق کی بندگی میں داخل کرنا تھا، ان کے رخوں کو مال ودولت سے ہٹا کر اعمال صالحہ کی طرف اور دنیا کی محبت سے آخرت کی طرف پھیرنا تھا، نیکی کی ترغیب اور بدی سے روکنا تھا، حلال وحرام میں تمیز سکھانا تھا، ان مقاصد کے حصول کے لئے آپ نے جہالت کے دل پر پڑے تالے میں صحیح چابی لگائی اور اعلان فرمایا: ”لوگو! کہو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں کامیاب ہوجاؤ گے“

جہالت میں ڈوبی قوم کو عربی زبان کی فصاحت وبلاغت سے آشنائی تھی، سمجھ گئے کہ اس ایک جملے کی دعوت قبول کرنے سے ان کی زندگیوں پر کیا اثرات مرتب ہوں گے، آپ نے جہالت کی شہ رگ پر وار کیا تھا، جس سے وہ تلملا اٹھی، مخالفت کے طوفان اٹھے، فتنوں کی آندھیاں آئیں، ظلم وزیادتی کے وہ لرزہ خیز واقعات پیش آئے جو تاریخ کا حصہ ہیں، لیکن آپ اور آپ کے اصحاب اپنی دعوت پر پہاڑ کی طرح جمے رہے، تیرہ سالہ مکی زندگی میں رسول اللہ اپنے اصحابؓ میں توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان کی محنت کرتے رہے، مکہ میں جب ظلم انتہا کو پہنچ گیا تو مدینہ منورہ ہجرت ہوئی اور آپ نے مہاجر وانصار میں وہ بھائی چارہ قائم کیا جس کی انسانی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی، یہاں اسلام کی نوزائیدہ ریاست وجود میں آئی، دین کے احکامات مکمل ہوئے، قرآن مجید پورا ہوا، رسول اللہ نے ۲۳ سال دن رات اس طرح محنت کی کہ رات بھر اللہ تعالیٰ کے سامنے روتے، امت کی بخشش اور اپنے لئے مدد ونصرت کے طلب گار رہتے اور دن بھر دعوت جہاد اور مسلمانوں کی تعلیم وتربیت میں مشغول رہتے، جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ہی کی مدد ونصرت سے چشم فلک نے وہ عظیم انقلاب دیکھا کہ انتہائی پستی میں گری قوم کے لوگ اتنی قلیل مدت میں دنیا کی راہبری وراہنمائی کے لئے تیار ہوگئے، پھر آپ کے بعد آپ کے اصحابؓ اللہ کی زمین پر اللہ کے احکامات کی تبلیغ وجہاد کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔

اسلام کے زریں اور عادلانہ نظام سے ہر کوئی متاثر ہوتا تھا اور لوگ جوق در جوق دائرہ اسلام میں داخل ہونے لگے، ریاست کی حدود بڑھتی گئیں، دنیا سے جہالت سکڑتی گئی، کاروبار پر نماز کو ترجیح دی جاتی، زکوٰۃ

خوشی سے ادا کی جاتی، روزہ سے تزکیہ نفس ہوتا اور حج سے اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضری کا علم پختہ ہوتا، غریبوں کو حقوق ملنے لگے، عورتوں کو عزت کا مقام ملا، امراء کو مال و دولت کا مصرف سمجھ آیا، مجرموں کو سزا ملنے کا یقین آیا، حق داروں کو حقوق ملنا شروع ہوئے، ظالموں نے ظلم سے توبہ کی، دنیا سے زیادہ آخرت کی فکر لاحق ہوئی، یقین کی دولت سے مالا مال ہوئے، جہاد میں غازی سے زیادہ شہادت کی تمنا کی جانے لگی، حق و انصاف کا بول بالا ہوا، ماں باپ کی عزت و وقار میں اضافہ ہوا، اولاد کو شفقت کا احساس ہوا، پڑوسی اور خاندان کے حقوق رائج ہوئے اور اب کوئی ننگا رہا نہ بھوکا۔

یہ سلسلہ تقریباً بارھویں صدی عیسوی تک جاری رہا، اس دوران اسلام کی روشنی سے مشرق و مغرب، شمال و جنوب منور ہو چکے تھے، جو قومیں بدنصیبی سے اسلام میں داخل نہ ہو سکیں انہوں نے بھی اسلام کے زریں اصولوں سے استفادہ کیا اور اپنے ہاں رائج کرلیا، اس طرح اسلام کی بدولت چھٹی صدی عیسوی جبکہ دنیا تباہی کے دہانے پر کھڑی تھی، بارھویں صدی عیسوی میں دوبارہ انسانیت کے دائرہ میں نظر آنے لگی۔

پھر تاریخ گواہ ہے کہ آٹھویں صدی سے بارھویں صدی تک جب یورپ سمیت ساری دنیا پر علم و حکمت کے دروازے بند تھے وہ جہالت کے اتھاہ سمندر میں غوطے کھا رہے تھے، یہ مسلمان ہی تھے جنہوں نے فن طب و جراحی، علم کیمیا، علم نباتات، علم نجوم، علم ریاضی، علم طبعیات و حیاتیات، علم النفس، علم تاریخ، علم جغرافیہ، علم عمرانیات میں مہارت حاصل کی اور دنیا کو عظیم سائنس دان، ہیئت دان، ڈاکٹرز، سرجن، فلسفی، مورخ اور دانشور پیش کیے، ان میں کئی حضرات کی تصنیفات یورپ کے میڈیکل کالجوں اور یونیورسٹیوں میں صدیوں نصاب میں شامل رہیں، آج مغربی دنیا کی جو بھی مادی ترقی نظر آتی ہے وہ انہیں اسکالرز کی مرہون منت ہے جنہوں نے انہیں ہر چیز کی بنیاد فراہم کی۔

آج مبلغین حضرات عموماً طلوع اسلام سے پہلے صرف عرب میں جہالت، ظلم و ستم اور اخلاق بدحالی کی تفصیل ہی بیان کرتے نظر آتے ہیں جس سے تاثر پیدا ہوتا ہے کہ جیسے اسلام صرف ان ہی کی اصلاح کے لئے نازل ہوا تھا، باقی دنیا کے بارے میں چونکہ انہیں علم ہی نہیں ہوتا، اس لئے وہ اس طرف توجہ ہی نہیں دیتے، اس طرح لاشعوری طور پر اسلام کو ایک محدود مذہب کے طور پر پیش کرتے ہیں، جبکہ اسلام تو قیامت تک کے لئے ساری دنیا کے انسانوں کی راہبری اور راہنمائی کے لئے اتارا گیا ہے، یہ کسی مخصوص قوم ملک یا خطے کے لئے نہیں ہے، اس لئے امت کو بھی انسانوں پر حکومت کرنے کی ذمہ داری نہیں سونپی گئی ہے بلکہ حکومت چلانے کا صحیح طریقہ سمجھانے، انسانیت کی خدمت اور اس کی اصلاح کا عظیم کام سونپا گیا ہے جو لامحدود ہے، جس کی طرف سے غفلت برتنے کا نتیجہ آج ہمارے سامنے ہے، دنیا آج جس رُخ پر تیزی سے رواں دواں ہے وہ وہی رُخ ہے جس پر دوڑتے ہوئے انسانیت چھٹی صدی عیسوی والے دور تک جا پہنچی تھی۔

اب کوئی نبی یا نئے مذہب نے تو آنا نہیں، یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم موجودہ دنیا کی قیادت کرنے والی مادہ پرست قوموں اور ان کے حکمرانوں کو انفرادی و اجتماعی طور پر سمجھائیں کہ تعصب کی عینک اتار کر دنیا کی تاریخ میں انسانیت کی بدترین زوال کی وجوہات کا مطالعہ کریں، ہمیں مت دیکھیں بلکہ اسلامی ضابطہ حیات پر غور کریں جو اپنی جزویات سمیت آج بھی دنیا میں موجود ہے اور اس کے انسانی معاشرے پر مثبت اثرات اور بہترین نتائج سے تو وہ خود بھی واقف ہیں، ان کی روشنی میں اپنی اور پوری انسانیت کی فکر کریں، دین اسلام کو بھی عیسائیت کی طرح مختلف خرافات کا معجون مرکب بنانے کی کوشش نہ کریں، اس سے پہلے کہ انسانیت تباہ ہو جائے اور وہ اس کے مجرم گردانے جائیں۔

☆☆............☆☆

آنحضرت ﷺ، قرآن کریم اور دین اسلام کی سخت توہین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی شخص کا نبی بن کر آنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین ہے، کیونکہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کی آمد فرض کی جائے تو سوال ہوگا کہ اس نئے نبی کو کچھ نئے علوم بھی دیئے گئے یا نہیں؟ اگر کہا جائے کہ اس نئے نبی کو نئے علوم نہیں دیئے گئے بلکہ وہی علوم اس پر دوبارہ نازل کئے گئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کئے گئے تھے تو قرآن کریم اور علوم نبوی کے ہوتے ہوئے دوبارہ انہی علوم کو نازل کرنا کارِ عبث ہوگا اور حق تعالیٰ شانہ عبث سے منزہ ہیں... اور اگر یہ کہا جائے کہ بعد والے نبی کو ایسے علوم دیئے گئے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیئے گئے تھے تو اس سے... نعوذ باللہ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم کا ناقص ہونا، قرآن کریم کا تمام دینی امور کے لئے واضح بیان (تبیاناً لکل شئی) نہ ہونا اور دین اسلام کا کامل نہ ہونا لازم آئے گا اور یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی، قرآن کریم کی اور دین اسلام کی سخت توہین ہے۔

(تحفہ قادیانیت، ج:۱، ص:۴۹)

اسلام کا نظام نظافت وطہارت

مولانا محمود حسن حسنی ندوی

تعلیمات نبویؐ نے انسان کو صرف ظاہری حق احترام انسانیت ہی نہیں دیا' اس کے محض کلی حقوق نہیں رکھے' اس کے جسم کا اور جسم کے ایک ایک عضو اور حصہ کا' قویٰ و جوارح کا' حواس کا' اس کی طبیعت وفطرت اور یہاں تک کہ اس کے مزاج اور جذبات کا کہ ان کی بھی رعایت کی جائے حق دیا اور جسم کو جن چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے اور جو اس کے لوازمات ہیں ان کا بھی حق رکھا' ما کولات و مشروبات میں پاکیزہ وحلال چیزوں کے استعمال کی تاکید کی جو خون کو آلودگی سے بچاسکیں' اس سلسلہ میں اسباب و ذرائع کو بھی جائز اور حق طریقہ سے اختیار کرنے کو کہا' نفس پر بے جا سختی سے روکا اور جہاں جسم کے جائز مطالبات وحقوق کی پامالی ہو وہاں اسلام نے روک لگادی' اس سلسلہ میں راقم سطور "اسلام اور غیر اسلامی تہذیب" (مصنفہ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ مترجمہ مولانا شمس تبریز خان صاحب) سے ایک اقتباس پیش کرتا ہے' جس میں اس مضمون کی روح آگئی ہے وہ یہ کہ:

"اسلام زندگی کا مذہب ہے' وہ ایک طرز حیات ہے' اس لئے اس نے جسم کی حق تلفی کو کبھی مقصد نہیں بنایا' بلکہ اس کی پرورش و پرداخت' حفاظت و نگہداشت کی ترغیب دی اور اس کے لئے ابھارا' قرآن کی تعلیم کہ اپنی جان کو ہلاکت میں نہ ڈالو' یا یہ کہ کھاؤ پیو' لیکن اسراف نہ کرو' نکاح کو مؤدت و رحمت اور سکون و سکینت یا جانوروں تک کے جسم میں کاٹ چھانٹ کو خدائی تخلیق میں دخل اندازی قرار دینا یا احادیث میں مثلہ سے منع کرنا' مصنوعی بالوں کا استعمال' عورتوں کا مردوں سے اور مردوں کا عورتوں سے تشبیہ' عورتوں کا گودنا گدانا' چہرے کی آرائش کے لئے خال وخط بنانا' حسن کے لئے دانتوں کے بیچ میں فصل ڈالنا' مردوں کا گیسو سنوارنا' اور سر کے پچھلے بال کترواکر باہری بنانا' سانڈوں کو داغ کر چھوڑنا' یا آگ سے داغنے سے روکنا یہ سب اسی لئے ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی شکل میں تبدیلی آتی ہے اور خود حیوانی یا انسانی جسم کی توہین ہوتی ہے۔ حدیث میں صاف صاف تعلیم دی گئی کہ انسان کا جسم بھی اس کی روح کی طرح اس کے ہاتھوں میں خدا کی امانت ہے' اس کی حفاظت کرنا اور اس کا حق ادا کرنا بھی عبادت ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے بدن کا تم پر حق ہے' تمہاری آنکھ کا تم پر حق ہے' تمہارے مہمان اور تمہاری بیوی کا تم پر حق ہے۔"

انسانی حقوق میں نظافت اور طہارت معاشرتی طور پر اور انفرادی اعتبار سے بھی جسم کا ایک بڑا اور اہم و بنیادی حق ہے' لیکن ان دونوں (نظافت وطہارت) میں فرق بھی ہے' اس فرق کو اسلام نے ملحوظ رکھا ہے' جہاں تک نظافت کا تعلق ہے کہ صاف ستھرا رہنا' نہانا' دھونا' اجلے اور صاف کپڑے پہننا' دنیا کی تمام تہذیبوں اور شائستہ اور سلیم الطبع انسانوں میں پایا جاتا ہے' اسلامی ابراہیمی و محمدی تہذیب میں بھی اس کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خود اس کا بڑا اہتمام رہتا تھا' اور اپنے اہل بیت اطہارؓ اور صحابہ کرامؓ کو بھی اس کے اہتمام وخیال کی ترغیب دیتے تھے' خوشبو کا استعمال فرماتے' کپڑوں میں سفید کپڑے پسند کرتے' مسواک کا بڑا اہتمام رکھتے' ناخن بڑھنے نہیں دیتے' بالوں کی صفائی کا پورا خیال کرتے اور تیل وکنگھے کا استعمال کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں اتنے ذکی الحس واقع ہوئے تھے کہ ہر اچھے و مرغوب کام کو داہنے ہاتھ سے انجام دیتے' نشست و برخاست' دخول وخروج' نوشت وخواند' اکل وشرب' سلام ومصافحہ' انفاق واعطاء حتی کہ صف بندی اور طہارت کے تمام امور میں یمین ویسار کو ملحوظ رکھتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ عادت شریفہ تھی کہ جو اپنے لئے پسند کرتے وہی اپنے تمام صحابہ کرامؓ کے لئے پسند کرتے' اس لئے نظافت کو بھی ہر ایک کے لئے پسند کرتے مسجد کے لئے اس کی اور زیادہ تاکید رکھی' علامہ ابن عبد ربہ الاندلسی (م۳۲۸ھ) نے "العقد الفرید" (۲۵۳/۷) میں حضرت امام مالک کے حوالے سے لکھا ہے کہ انہیں حضرت زید بن اسلم نے

اوران کو حضرت عطاء بن یسار نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تھے‘ اتنے میں ایک شخص بکھرے اور الجھے بالوں کے ساتھ مسجد کے اندر آیا‘ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ کے اشارے سے اسے باہر جانے کو کہا کہ جاکے سر اور داڑھی کے بالوں کو ٹھیک کرے‘ پھر آئے‘ اس نے ایسا ہی کیا اور پھر واپس ہوا تو اللہ کے رسول نے فرمایا: کیا یہ پراگندہ بال آنے سے کہ شیطان کی طرح (بد ہیئت) ہو بہتر نہیں ہے؟

علماً نے مسجد سے باہر جاکر بالوں کو درست کرنے میں یہ حکمت بھی بیان کی ہے کہ مسجد کے لحاظ و احترام سے یہ بات متصادم ہوتی ہے کہ وہاں بالوں میں کنگھی کی جائے‘ یا بال تراشے جائیں‘ اس لئے کہ مسجد اللہ کی عبادت رکوع وسجدہ اور دعاو مناجات کی جگہ ہے‘ کوئی بھی ایسا کام جو نظافت کے خلاف ہو وہ ان کاموں کو خشوع وخضوع سے انجام دینے میں رکاوٹ بنتا ہے۔

جمعہ کے سلسلہ میں اور زیادہ خصوصیت‘ اہتمام اور ترغیبات ملتی ہیں کہ نہا دھو کر صاف ستھرے دھلے اور اچھے کپڑے پہن کر خوشبو تیل لگا کر مسجد آیا جائے اور قرآن حکیم میں بھی فرمایا گیا:

”خذوا زینتکم عند کل مسجد۔“ (اعراف:۳۱)

ترجمہ: ”ہر عبادت کے وقت اپنی زینت (لباس) سے آراستہ رہا کرو۔“

یہ تو نظافت کی بات تھی‘ اس سے بڑھ کر طہارت ہے جس کے جسم پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں اور انسان کے مزاج واخلاق کو صحیح رخ پر لانے میں اس کا نہایت اہم کردار ہوتا ہے‘ بعض علماً اور اطبأ روحانی سے وساوس کے علاج کی تدبیر دریافت کی گئی تو انہوں نے طہارت کے صحیح طور پر کرنے اور اس کے التزام پر زور دیا‘ شیطانی اثرات سے بچاؤ کی بہترین تدبیر طہارت ہے اور گناہوں سے حفاظت کا موثر ذریعہ بھی ہے‘ اس کے برعکس نجاست ہے‘ اسی نجاست کے ازالہ کے لئے طہارت ہے‘ شریعت اسلامی کے اسرار وحکم کے عارف کبیر مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ لکھتے ہیں:

”طہارت کا تخیل‘ ابراہیمی ومحمدی تہذیب کی خصوصیت ہے اور وہ اس بارے میں جتنی ذکی الحس واقع ہوئی ہے اور اس کا معیار اس کے بارے میں جتنا بلند ہے میرے علم میں کسی اور تہذیب اور نظام زندگی میں اس کی مثال نہیں ملتی‘ بدن اور کپڑے کی پاکی‘ استنجا پاک کرنا‘ کپڑے یا بدن پر پیشاب کی ایک چھینٹ پڑ جائے یا کوئی گندی چیز لگ جائے تو اس کو پاک کئے بغیر نہ مسلمان نماز پڑھ سکتا ہے اور نہ اس کو اطمینان حاصل ہو سکتا ہے‘ چاہے اس کے کپڑے دودھ کی طرح سفید اور اس کا بدن آئینہ کی طرح صاف وشفاف ہو‘ یہی حکم پانی‘ کھانے‘ برتن‘ فرش‘ زمین اور ان سب چیزوں کا ہے‘ جو مسلمانوں کے استعمال میں آتی ہیں ”نجاست“ اور ”طہارت“ کا یہ فرق اور تخیل ابراہیمی ومحمدی تہذیب کا شعار اور اس کی خصوصیت ہے۔

جانوروں کے گوشت کے استعمال کے بارے میں بھی اس کی شریعت اور قانون دوسرے قوانین اور رواجوں سے مختلف ہے‘ یہاں بھی نجاست اور طہارت مردار و جائز اور حرام وحلال کی تفریق ہے‘ کئی جانور اس کی شریعت میں حرام اور دائمی طور پر ناقابل استعمال ہیں‘ عام طور پر وہی ہیں جن کو انسان کی فطرت صحیح اور ذوق سلیم ناپسند کرتا ہے‘ اور جو حلال وجائز ہیں‘ ان کو بھی ذبح کرنے اور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینے کی شرط ہے‘ ورنہ وہ بھی مردار کے حکم میں ہوں گے ”طیبات“ اور ”خبائث“ اور ”حلال“ اور ”میتہ“ (مردار) کی یہ تفریق بھی اس تہذیب کے خصائص ہیں۔“ (عصر جدید کا چیلنج:۱۹۸)

اسلام کا نظام نفاست وطہارت وہ نظام ہے جس سے ایک طرف انسانی حقوق کا تحفظ ہوتا ہے‘ انسان کا جسم آلائشوں اور کدورتوں سے محفوظ ہوتا ہے وہیں دوسری طرف وہ ذہنی سکون کا باعث بنتا ہے اور دوسرے بھی راحت پاتے ہیں‘ اور معاشرہ سے بہت سی بیماریاں اور برائیاں زائل ہوتی ہیں‘ لیکن ان سب کے باوجود تعلیمات نبوی نے اس میں بھی راہ اعتدال پر قائم رہنے کو کہا ہے‘ اس لئے کہ اعتدال سے بچنے سے دوسروں کی حق تلفی ہوتی ہے۔

☆☆............☆☆

سو سال سے زائد بہترین خدمت
ESTD 1880
ABS
ABDULLAH
BROTHERS SONARA
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:2546455, Cell:0301-2352363

صبر بھی ایک تدبیر ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے رفقاء کے ساتھ مدینہ ہجرت فرمائی تو وہاں دو طبقوں سے مسلمان نبرد آزما تھے: ایک یہود' دوسرے منافقین' یہودیوں کی مسلمانوں سے مخالفت اعلانیہ تھی' درمنافقین بغلی دشمن تھے' جو ہمیشہ درپردہ مسلمانوں کے خلاف سازشیں رچاتے تھے' اور کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے' عبداللہ بن ابی ان کا سردار تھا' ابتداً اس شخص کا نفاق انصار پر ظاہر نہیں تھا' اور وہ اس کو مخلص مسلمان باور کرتے تھے۔ مدینے میں اس شخص کو پیغمبر اسلام کی تشریف آوری سے پہلے ایک خصوصی مقام حاصل تھا' بلکہ اہل مدینہ اس کو اپنا بادشاہ بنانا چاہتے تھے' مگر اسلام کے بعد عبداللہ بن ابی کا خواب پورا نہ ہوسکا' غالباً اس لئے بھی عبداللہ ابن ابی کے سینے میں اسلام اور اہل اسلام کے خلاف آتش غضب سلگتی رہتی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رفقاء "مہاجرین اور انصار" کے ساتھ ایک مہم پر نکلے اس میں عبداللہ ابن ابی بھی شامل تھا' ایک مقام پر پڑاؤ کیا گیا اور پانی لینے کے مسئلے پر حضرت عمرؓ کے غلام اور ایک انصاری صحابی کے درمیان کچھ تکرار ہوگئی' بات آگے بڑھی غلام نے مہاجرین کو اپنی مدد کے لئے آواز دی اور انصاری نے انصار کو پکارا اور یہ معمولی سا جھگڑا دو شخصوں کا نہ رہا' بلکہ دو جماعتوں (انصار و مہاجرین) کا اختلاف بن گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں ہی کی فہمائش کی اور بظاہر ایسا محسوس ہوتا تھا کہ معاملہ رفع دفع ہوگیا' لیکن عبداللہ بن ابی ایسے مواقع کی تاک میں رہتا' اس نے اس کو مہاجرین و انصار کے درمیان گروپ بندی کا ذریعہ بنانے کی کوشش کی اور انصار کو عار دلائی کہ یہ نوبت اسی لئے آئی کہ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مکہ سے آنے والے ان کے ساتھیوں کی مدد کی' مہاجرین کے ساتھ ہماری مثال عربی زبان کے اس محاورے کی ہے کہ "سمن کلبک تاکلک" (اپنے کتے کو کھلا پلا کر موٹا کرو تا کہ وہ تم ہی کو کھا جائے) پھر یہ بھی کہا کہ مدینے پہنچ کر جو باعزت لوگ ہیں وہ ذلیل لوگوں کو نکال باہر کریں گے۔

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

عبداللہ ابن ابی نے یہ بات چند انصار کے درمیان کہی' ایک کم عمر انصاری صحابی حضرت زید ابن خالد جہنیؓ نے بھی اپنے سر کے کانوں سے یہ بات سنی اور جذبہ ایمان کے تحت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح صورت حال عرض کردی' حضرت عمرؓ پر جوش حق کا غلبہ رہتا تھا اور باطل ان کو ذرا بھی برداشت نہ تھا' انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اس منافق شخص کا سر قلم کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ اگر ایسا کیا تو لوگ خیال کریں گے کہ اب محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں کو بھی قتل کرا رہے ہیں۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے براہ راست عبداللہ ابن ابی سے واقعہ کی تحقیق کی' اس نے انکار کیا کہ میں نے ایسی بات نہیں کہی' انصار میں سے اکابر اور سربر آوردہ حضرات نے بھی اپنی ناواقفیت کی وجہ سے عبداللہ ابن ابی کی تصدیق کی اور کہا کہ زید تو بچے ہیں' ان کی بات کا کیا اعتبار؟ مگر خود وحی الٰہی سے حضرت زید کی تصدیق ہوئی۔ بہر حال اس ناخوشگوار واقعہ کا چرچا پورے قافلے میں ہوگیا اور بعض بھولے بھالے مسلمانوں کا ذہن ایک حد تک اس سے متاثر بھی ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر کچھ زیادہ گفتگو نہیں فرمائی اور قافلے کو کوچ کرنے کا حکم فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول یہ تھا کہ صبح میں سفر شروع کرتے تو شام میں کہیں پڑاؤ کرتے اور شام میں سفر کا آغاز فرماتے تو صبح کے قریب کہیں منزل فرماتے' لیکن خلاف معمول آپ پورے دن اور پھر اس رات مسلسل چلتے رہے اور اگلے دن دو پہر کے وقت ایک جگہ خیمہ زن ہوئے' چلچلاتی ہوئی دھوپ' گرم ریت' بھوک و پیاس اور مسلسل سفر نے لوگوں کو تھکا کر رکھ دیا اور جو وقتی ناخوشگواری پیدا ہوگئی تھی اس کا اثر بھی جاتا رہا' دراصل یہی مصلحت تھی' جس کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سفر کو غیر معمولی طول دیا تھا کہ لوگ اس تلخی کو بھول جائیں۔

پھر ایک عرصے کے بعد جب عبداللہ ابن ابی کا نفاق لوگوں کے سامنے کھل کر آ گیا' حضرات انصار کو

بھی اس کا خوب اندازہ ہوگیا تو عبداللہ بن ابی کے صاحبزادے جو مخلص مسلمان تھے اور ان کا نام بھی عبداللہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ معلوم ہوا ہے کہ آپ میرے والد کو قتل کرانے والے ہیں؟ اور واقعتاً وہ اپنے نفاق کی وجہ سے اسی لائق ہیں، لیکن مجھے اپنے والد سے بڑی محبت ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ایک منافق کی وجہ سے ایک مخلص مسلمان کا قتل ہوجائے کیونکہ میں اپنے والد کے قاتل کو شاید نہ دیکھ سکوں، اگر واقعۃً ایسا ہے تو آپ مجھے حکم فرمایئے کہ میں خود اپنے والد کا سر قلم کرکے آپ کی خدمت میں پیش کردوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا اور حضرت عمرؓ کو بلا کر صورت حال بتائی کہ اگر میں نے اس وقت قتل کا حکم دیا ہوتا تو بہت سے لوگ بدگمان ہوسکتے تھے اور آج صورت حال یہ ہے کہ خود یہ لوگ اس کے نفاق اور درپردہ عداوت سے پوری طرح واقف ہوچکے ہیں اور خود اس کا لڑکا اس کے قتل کے لئے تیار ہے۔ حضرت عمرؓ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دوراندیشی اور معاملہ فہمی سے بہت متاثر ہوئے اور بے ساختہ کہنے لگے کہ "بارک اللہ فی رایٔ رسولہ" اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے میں برکت رکھی ہے۔

یہ ایک مثال ہے حسن تدبیر اور جذبات پر عقل وفراست کو غالب رکھنے کی اسی کو قرآن مجید نے "صبر" سے تعبیر کیا ہے، صبر کے معنی بزدلی اور پسپائی کے نہیں ہیں، بلکہ صبر سے مراد حسن تدبیر اور کسی اقدام کے لئے صحیح موقع ومحل کا انتخاب کرنے کے ہیں، صبر یہ ہے کہ آدمی اشتعال انگیز موقع پر بھی اپنے آپ کو مشتعل اور بے برداشت ہونے سے بچائے اس لئے کہ اشتعال اور غیض وغضب کی حالت میں انسان کی قوت فیصلہ کم یا ختم ہوجاتی ہے اور فراست ودانشمندی کا دامن اس کے ہاتھوں سے چھوٹنے لگتا ہے، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے غصے کی حالت میں کسی مقدمے کا فیصلہ کرنے سے منع فرمایا ہے: " لا یقضی القاضی وھو غضبان" کیونکہ غصے کی حالت میں آدمی معاملے کی نوعیت کو سمجھنے اور اس کے بارے میں مناسب رائے قائم کرنے سے قاصر رہتا ہے، جیسے انفرادی اور شخصی معاملات میں یہ ضروری ہے کہ آدمی سنجیدہ حالت میں اہم فیصلے کرے، اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر یہ ضروری ہے کہ قومی اور اجتماعی مسائل میں ہم اشتعال اور غضب کی کیفیت میں کوئی فیصلہ کرنے اور قدم اٹھانے سے باز رہیں ورنہ اس کا نقصان سنگین بھی ہوگا اور دوررس بھی۔

صبر یہ ہے کہ آدمی اشتعال انگیز موقع پر بھی اپنے آپ کو مشتعل اور بے برداشت ہونے سے بچائے اس لئے کہ اشتعال اور غیض وغضب کی حالت میں انسان کی قوت فیصلہ کم یا ختم ہوجاتی ہے اور فراست ودانشمندی کا دامن اس کے ہاتھوں سے چھوٹنے لگتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری حیات طیبہ اس طرز عمل کی کھلی ہوئی مثال ہے، جنگ کی حالت ہو، یا صلح کی، ہمیشہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوش تدبیری کو وقتی جذبات پر غالب رکھا ہے، صلح حدیبیہ ہی کو دیکھئے بظاہر یہ صلح الف سے یٰ تک مسلمانوں کی امنگوں کے خلاف تھی، صلح نامہ لکھتے ہوئے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" لکھا، اہل مکہ کے نمائندے نے اسے قبول نہیں کیا کہ زمانہ جاہلیت کے طریقے پر "باسمک اللھم" لکھنا پڑے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے مان لیا، پھر صلح کے فریق کی حیثیت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی محمد رسول اللہ لکھا گیا، دوسرے فریق نے رسول اللہ کے الفاظ کو کاٹنے پر اصرار کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر بھی تیار ہوگئے۔ حضرت علیؓ سے برداشت نہ ہوسکا اور وہ اس کلمہ حق کو اپنے ہاتھوں سے مٹانے کے لئے تیار نہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خود محو فرمادیا۔

پھر یہ بات طے پائی کہ مکے سے جو مسلمان ہوکر مدینے جائے اسے واپس کردیا جائے اور مدینہ سے مرتد ہوکر مکہ آئے، اسے واپس نہ کیا جائے، یہ بالکل امتیازی دفعہ تھی، یہ بھی طے پایا کہ مسلمان اس سال واپس چلے جائیں، آئندہ سال آئیں اور صرف تین دن قیام کریں، نیز نیام میں رکھی ہوئی تلوار کے سوا کوئی ہتھیار ساتھ نہ رکھیں، یہ ساری باتیں عربوں کی روایات کے سراسر خلاف تھیں، حرم میں کبھی بھی اور کسی کو بھی آنے کی عام اجازت تھی، اپنے تحفظ کے لئے ہتھیار رکھنا یہ بھی عربوں میں ایک روایتی حق سمجھا جاتا تھا اور مسلمانوں کے لئے یہ اس لئے بھی ضروری تھا کہ وہ اپنے اعلانیہ دشمن کے درمیان جارہے تھے، لیکن ان غیر منصفانہ شرطوں کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منظور فرمایا، اکثر صحابہ کرامؓ کو یہ صلح بہت ناگوار خاطر تھی، حضرت عمرؓ سے تو برداشت نہ ہوسکا اور انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرط جذبات میں کچھ ایسے سوالات کرلئے کہ ہمیشہ اس پر پشیمان رہتے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کھولا اور اپنے رفقاء کو اس کی تلقین کی تو راویوں کا بیان ہے کہ اس طرح ایک دوسرے کے بال مونڈ

رہے تھے گویا سر کاٹ ڈالیں گے۔

لیکن قرآن نے اسی صلح کو جو بظاہر ذلت آمیز تھی "فتح مبین" قرار دیا۔ (فتح) اور اصل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر یہ مصلحت تھی کہ مسلمان اہل مکہ سے مسلسل جنگ کی حالت میں ہیں' ہر صبح وشام خوف کی کیفیت سے گزر رہے ہیں' اس کا نتیجہ یہ ہے کہ اہل مکہ کو معتدل فضا میں اسلام اور اہل اسلام کو دیکھنے کا موقع نہیں مل پایا ہے' غلط فہمیوں کی دیواریں کھڑی ہیں' پھر اس خوف و دہشت کی فضا میں کھل کر دعوت اسلام کا کام بھی نہیں ہوسکتا تھا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات پر پورا اعتماد تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کے اندر جو کشش رکھی ہے وہ بڑے سے بڑے دشمن کو بھی زیر کرے گی اور جن لوگوں کو میدان جنگ میں فتح نہیں کیا جاسکا ہے' اسلام کی روحانی تعلیمات ان کے قلوب واذہان کو فتح کرنے میں کامیاب ہوجائیں گی۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ صلح حدیبیہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رفقاء کم وبیش چودہ سو تھے' اس واقعے کے صرف دو سال بعد مکہ فتح ہوا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دس ہزار رفقاء عالی مقام مکہ میں داخل ہوئے اور فتح مکہ کے دو سال بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج فرمایا تو مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ سے متجاوز ہوچکی تھی۔ غرض آغاز نبوت سے صلح حدیبیہ تک انیس سال کے عرصے میں مسلمانوں کی تعداد چودہ سو سے کچھ زیادہ تھی اور اگلے چار سال میں ان کی تعداد یقیناً سوا ڈیڑھ لاکھ تک پہنچ گئی جن میں سوا لاکھ کے قریب تو خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج میں شریک تھے' یہ اسی صبر کا کرشمہ ہے اور یہی وہ فتح مبین ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دی تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل مسلمانوں کے لئے اسوہ ہے کہ جب مسلمان مشکل حالات سے گزر رہے ہوں' وہ سیاسی اور انفرادی مغلوبیت سے دو چار ہوں تو اس وقت خصوصاً اور ہر حال میں عموماً سماجی اور ملکی فضا کو معتدل رکھنے کی کوشش کریں' جذبات پر عقل کو' تمناؤں اور آرزوؤں پر حقیقت پسندی کو' اشتعال اور نقصان دہ غیظ وغضب پر صبر اور خوش تدبیری اور مناسب موقع ومحل کے انتظار کو ترجیح دیں' ہر قدم پھونک کر اٹھائیں' ایسا رد عمل نہ ظاہر کریں جو خودکشی کے مترادف ہو اور جس سے قومی اور اجتماعی نقصان ہو' جس سے تعمیر کے کام میں رکاوٹ پیدا ہوجائے اور ہماری ترقی معکوس ہوجائے۔ یاد رکھئے! موجودہ حالات میں ہمارا مشتعل اور بے برداشت ہوجانا فرقہ پرستوں کی سب سے بڑی کامیابی ہے اور حسن تدبیر کے ساتھ ایسی سازشوں کا مقابلہ کرنا' فرقہ پرستوں اور ملک دشمنوں کی سب سے بڑی شکست ہے' یہ بظاہر ہزیمت ہے اور حقیقت میں فتح مبین۔

یہ ضروری ہے کہ آدمی سنجیدہ حالت میں اہم فیصلے کرے' اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر یہ ضروری ہے کہ قومی اور اجتماعی مسائل میں ہم اشتعال اور غضب کی کیفیت میں کوئی فیصلہ کرنے اور قدم اٹھانے سے باز رہیں ورنہ اس کا نقصان سنگین بھی ہوگا اور دور رس بھی

بوٹی بوٹی سے انگریز کی بغاوت

برصغیر کے ایک عظیم عالم دین کے متعلق ایک انگریز مصنف لکھتا ہے کہ: "اگر اس شخص کے جسم کی بوٹی بوٹی بھی کردی جائے تو ہر بوٹی سے انگریز کے خلاف بغاوت کی آواز آئے گی۔"

یہ عالم دین وہ خوش نصیب انسان ہیں جن کے شاگردوں کی مثال کوئی نہیں پیش کرسکتا، جس کا ہر شاگرد ایک جماعت بن کر اٹھا، اس کے دل میں آزادی کی بڑی تڑپ تھی، اس نے اعلان کیا تھا کہ اگر آزادی کے لئے ہمارا ادارہ بند ہوتا ہے تو ہوجائے ہم نے آزادی کا پرچم ہر حال میں بلند رکھنا ہے۔ جیل میں اس عالم دین نے قرآن پاک کا ترجمہ لکھا، قرآن کریم کے ساتھ محبت کا یہ عالم تھا کہ جیل سے رہائی کے بعد ایک ہی آواز لگا رہے تھے کہ مسلمانوں کی پستی کے دو سبب ہیں، قرآن پاک سے دوری اور آپس کی بے اتفاقی۔

قارئین کرام! یہ شخصیت آپ کے خیال میں کون ہوسکتی ہے؟ جی ہاں! یہ تو شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ ہیں جو اپنی مثال آپ ہی تھے۔ یہ دارالعلوم دیوبند کے پہلے طالب علم ہیں۔ وہ جب تک زندہ رہے صدائے حق بلند کرتے رہے۔ مالٹا سے رہا ہوکر آئے تو ایک ماہ تک خاموشی کی حالت میں رہے وقت موعود آیا تو سر اٹھایا اللہ اللہ کہا اور ہمیشہ کے لئے اس دنیا کو چھوڑ گئے، ان کے شاگردوں میں امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھی، شیخ العرب والعجم مولانا سید حسین احمد مدنی، محدث کبیر مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری، شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد الیاس دہلوی بانی تبلیغی جماعت، مولانا شبیر احمد عثمانی، مفتی اعظم مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی، حضرت مولانا عزیر گل رحمہم اللہ تعالیٰ، آپؒ کے شاگردوں نے تاریخ ساز کردار ادا کیا اور ان کے بتائے ہوئے اصولوں کو سامنے رکھتے ہوئے میدان عمل میں کود پڑے۔ (مرسلہ: قاضی محمد اسرائیل گڑنگی، مانسہرہ)

قومی اخبارات ورسائل کی جھلکیاں

ملک ریاض الحق

ممبئی حملے... مرزامسرور بھارتی دورہ منسوخ کرکے لندن روانہ

لندن (خبرنگار خصوصی) بھارتی حکومت نے جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزامسرور احمد کو بھارت میں تحفظ فراہم کرنے سے انکار کردیا ہے جس کے بعد مرزامسرور بھارت کا ۵ ہفتے کا دورہ فوری طور پر منسوخ کرکے واپس لندن روانہ ہوگیا، بھارت حکومت نے یہ اقدام ممبئی بم دھماکوں کے تناظر میں کیا ہے، اس صورت حال میں جماعت احمدیہ بھارت کو شدید مایوسی کا سامنا کرنا پڑا ہے، تمام تقریبات ملتوی کردی گئیں۔ ذرائع کے مطابق ممبئی بم دھماکوں کے بعد بھارتی حکومت نے جماعت احمدیہ کے سربراہ مرزامسرور کو جوان دنوں بھارت کے ۵ ہفتوں کے دورے پر تھا کو سیکورٹی فراہم کرنے سے انکار کردیا ہے۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ جماعت احمدیہ کے سربراہ ۲۳ نومبر کو لندن سے دہلی پہنچے تھے۔ ان کا دورہ جماعت احمدیہ بھارت کی خصوصی دعوت پر کیا گیا تھا، تاہم اپنے دورہ سے پہلے ۲ ہفتوں کے دوران وہ دہلی اور کیرالہ میں ہی کچھ پروگرامات میں شریک ہوسکے۔ ذرائع کے مطابق ممبئی بم دھماکوں کے بعد بھارت سرکار کی جانب سے مرزامسرور کو بہت زیادہ احتیاط کا مشورہ دیا گیا اور کہا گیا کہ حکومت ان کی سیکورٹی کے سلسلے میں مزید اقدامات نہیں کرسکتی لہٰذا جماعت احمدیہ اگر چاہے تو اپنے طور پر انتظامات کرسکتی ہے۔ انتہائی باخبر ذرائع کے مطابق جماعت احمدیہ بھارت کی قیادت اس صورت حال میں کافی خوفزدہ ہوگئی اور خود مرزامسرور نے سرکاری تحفظ نہ ملنے کی تصدیق کے بعد اپنا ۵ ہفتوں پر مشتمل دورہ مختصر کرتے ہوئے فی الفور لندن روانگی کی راہ لی۔

(روزنامہ امت کراچی، ۱۳/دسمبر ۲۰۰۸ء)

ایک مرتد اور ہالینڈ کے سیاستدان نے پیغمبر اسلام پر دل آزار فلم جاری کردی

احسان جامی نامی بھارتی قادیانی کا ناموس رسالت پر رکیک حملہ

لندن (آصف محمود) ایک سابق مسلمان (مرتد) اور ہالینڈ کے سیاستدان احسان جامی نے ایک نہایت توہین آمیز اور دل آزار فلم جاری کی ہے، فلم کا نام ”محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے انٹرویو“ ہے۔ اس انتہائی دل آزار فلم میں فرضی کہانی گھڑی گئی ہے، فلم میں حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے آج کے دور میں انٹرویو کا تاثر دیا گیا ہے، انٹرویو کرنے والے نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم سے چودہ سو سال پہلے کے واقعات اور اقدامات کے بارے میں سوال کرکے جوابات حاصل کئے ہیں، جن سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو زبردست ٹھیس پہنچائی گئی ہے، پندرہ منٹ کی فلم جس میں دیگر باتوں کے علاوہ خواتین کے حقوق، غیر مسلموں اور یہودیوں کے بارے میں سوالات کرکے خودساختہ جوابات سنائے گئے ہیں۔ یہ فلم ہالینڈ کے دارالحکومت ہیگ میں پارلیمانی پریس سینٹر میں پیش کی گئی ہے، ہالینڈ کے وزیراعظم جان پیٹر بالکندے نے کہا ہے کہ احسان جامی نے اپنی فلم کے ذریعے مسلمانوں میں غم وغصہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ جامی نے فلم میں اپنے ذاتی خیالات کا اظہار کیا ہے۔ حکومت نے اس فلم کا نوٹس لیا ہے لیکن ہالینڈ کے وزیراعظم نے فلم اور اس کے پروڈیوسر کے خلاف کسی قسم کے اقدام کا ذکر نہیں کیا بلکہ یہ کہا ہے کہ ہالینڈ میں مذہبی آزادی اور اظہار رائے کی آزادی کی روایت ہے۔ ہالینڈ کے وزیر خارجہ میکسیم ویرہیگن نے اسلامی ممالک کے سفیروں کے سامنے بہانہ سازی کرتے ہوئے کہا کہ متذکرہ دل آزار فلم حکومت نے تیار نہیں کرائی۔ اس لئے ہالینڈ کے عوام اور ہالینڈ کی کمپنیوں کے خلاف غصہ کا اظہار نہیں ہونا چاہئے۔ ہالینڈ کی کابینہ کی طرف سے بھی متذکرہ دل آزار فلم کی مذمت کا اظہار نہیں کیا گیا، مسلمانوں کی تنظیموں کی طرف سے فلم کی شدید مذمت کی گئی ہے۔ مراکش کے اخبار ”الجریدة العلا“ کے مطابق یورپین اسلامسٹ آرگنائزیشن نے متذکرہ دل آزار فلم کی شدید مذمت کرتے ہوئے ہالینڈ کی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنے کی اپیل کی ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت کراچی، ۱۳/دسمبر ۲۰۰۸ء)

اسکارف اتارنے سے انکار، امریکی جج نے مسلمان خاتون کو جیل بھیج دیا

مسلمان خاتون نے عدالت کے باہر قائم سیکورٹی چیک پوائنٹ پر اسکارف اتارنے سے انکار کردیا تھا

عدالت میں سر پر کوئی چیز پہننے یا اوڑھنے کی اجازت نہیں ہوتی، خاتون نے اصول کی خلاف ورزی کی: پولیس

اٹلانٹا (مانیٹرنگ ڈیسک) امریکی عدالت کے جج نے سر سے اسکارف اتارنے سے انکار کرنے کے الزام میں گرفتار مسلمان خاتون کو ۱۰ دن کے لئے جیل بھیج دیا۔ پولیس کے مطابق گزشتہ روز اٹلانٹا کے نواحی علاقے ڈوگلس ول میں ۴۰ سالہ مسلمان خاتون لیزا ویلنٹائن کو عدالت کے باہر قائم سیکورٹی چیک پوائنٹ پر پولیس نے اس وقت گرفتار کرلیا جب انہوں نے سر سے اسکارف اتارنے سے انکار کرتے ہوئے کہا کہ اس سے ان کے انسانی اور شہری حقوق کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ جج نے توہین عدالت کے جرم میں مذکورہ خاتون کو ۱۰ دن کے لئے جیل بھیجنے کا حکم دیا۔ پولیس کا کہنا ہے کہ خاتون نے اس عدالتی اصول کی خلاف ورزی کی جس کے تحت کسی بھی فرد کو عدالت میں داخل ہوتے وقت سر پر کوئی چیز پہننے یا اوڑھنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

(روزنامہ اسلام کراچی ۱۸/دسمبر ۲۰۰۸ء)

یورپی پارلیمنٹ نے اسلام مخالف فلم ''فتنہ'' پر پابندی عائد کردی

برسلز (یو این این) یورپی پارلیمنٹ نے اسلام دشمن پروپیگنڈے پر مبنی فلم فتنہ پر پابندی لگادی، ذرائع کے مطابق یہ فلم آزادی اظہار کا ناجائز استعمال قرار دی گئی، یورپ میں آبزرور اسلامک کنٹریز کے ترجمان اور بین الاقوامی تنازعات میں ثالثی کے ماہر فیصل محمد نے مذکورہ فلم کو اظہار آزادی کے حق پر حملہ قرار دیتے ہوئے یورپ سے باضابطہ مطالبہ کیا تھا کہ اس پر پابندی عائد کی جائے، ترجمان کے مطابق یورپی پارلیمنٹ نے ''ابزرور اسلامک کنٹریز'' کے اس موقف کو تسلیم کرتے ہوئے یہ اقدام اٹھایا ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت کراچی ۱۹/دسمبر ۲۰۰۸ء)

حکومت عقیدہ ختم نبوت پر سپریم کورٹ کے فیصلوں پر عمل درآمد یقینی بنائے: علماء کنونشن

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کیلئے دستوری اور قانونی اقدامات ختم کرنے والی اسمبلی کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے گی

لاہور (خصوصی رپورٹر) کل جماعتی تحریک ختم نبوت علماء کنونشن نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ عقیدۂ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے پارلیمنٹ کے دستوری اقدامات اور عدالت عظمیٰ کے فیصلوں پر عمل درآمد کرایا جائے۔ حکومت کی طرف سے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لئے دستوری اور قانونی اقدامات ختم کرنے کے لئے کوئی قرارداد لائی گئی تو اسے منظور کرنے والی اسمبلی کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے گی۔ حکومت قبائلی علاقوں اور سوات میں فوجی آپریشن فوری طور پر بند کرے، عوام کو لوڈ شیڈنگ کے عذاب سے نجات دلائی جائے، مہنگائی میں مسلسل اضافے کو روکا جائے۔ یہ مطالبات گزشتہ روز ہمدرد سینٹر میں ''متحدہ تحریک ختم نبوت رابطہ کمیٹی'' کے زیر اہتمام کل جماعتی تحریک ختم نبوت علماء کنونشن میں کئے گئے، جس کی صدارت امیر احرار اسلامی پاکستان پیر سید عطاء المہیمن نے کی۔ مقررین میں حافظ حسین احمد، لیاقت بلوچ، مولانا عبدالرؤف فاروقی، مولانا فضل رحیم، مولانا احمد لدھیانوی، مولانا زاہد الراشدی، پیر سیف اللہ خالد، علامہ شبیر ہاشمی، مولانا عبداللطیف چیمہ، پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی، حمید الدین المشرقی، جسٹس (ر) میاں نذیر اختر، حسنین خالد، فرید احمد پراچہ، امیر العظیم، قاری یوسف احرار و دیگر شامل تھے۔ مولانا عطاء المہیمن نے کہا کہ عقیدے کا سودا نہیں ہوسکتا، جان جاسکتی ہے، عقیدہ ختم نبوت سے دستبرداری نہیں ہوسکتی۔ انہوں نے کہا کہ کسی نے قادیانیوں کو اقلیت قرار دی جانے والی قانون سازی اور آئین میں ترمیم ختم کرانے کے لئے قرارداد اسمبلی سے منظور کروائی تو جو اسمبلی ایسا کرے گی وہ اسمبلی باقی نہیں رہے گی، ایسی اسمبلی کی اینٹ سے اینٹ بجادی جائے گی۔ مولانا فضل رحیم نے کہا کہ ساری دنیا مل کر بھی مسلمانوں کے دلوں سے عقیدہ ختم نبوت نہیں نکال سکتی۔ مولانا زاہد الراشدی نے کہا کہ ختم نبوت کے خلاف جنگ اسلام اور پاکستان کی جنگ ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت کراچی ۲۹/دسمبر ۲۰۰۸ء)

خادم علماء حق: حاجی الیاس عفی عنہ
علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش
علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں
ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں
سنارا جیولرز
۔ صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر 2- سیل: 0321-2984249-0323-2371839

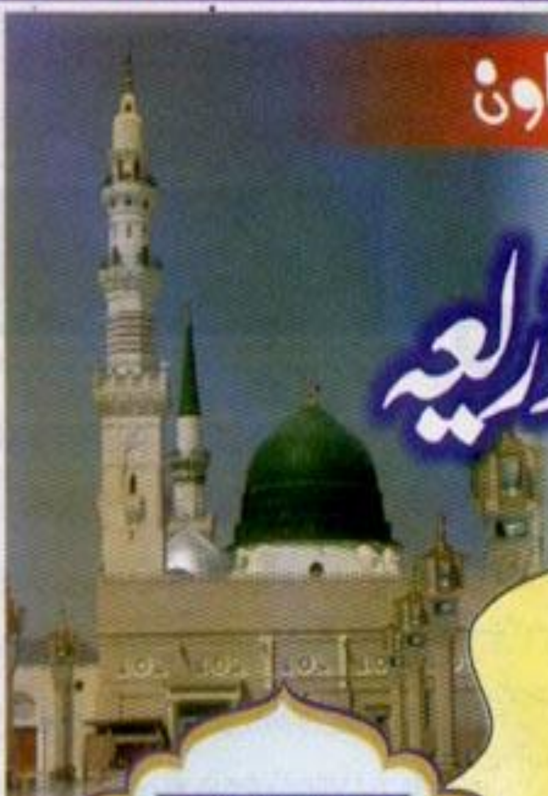

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون

شفاعت نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سد باب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم نبوت، دار التصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں
شرکت کے لئے زکوٰۃ، صدقات، فطرہ، عطیات

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت

کو دیجیے

اپیل کنندگان

مولانا خواجہ خان محمد
امیر مرکزیہ

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
نائب امیر مرکزیہ

مولانا عزیز الرحمٰن
ناظمِ اعلیٰ

ترسیلِ زر کا پتہ

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان
فون: 4583486-45141522 فیکس: 4542277
اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان
جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی
فون: 2780337 فیکس: 2780340
اکاؤنٹ نمبر: 363-8 اور 927-2 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

نوٹ مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے۔